مدینۃ المسیح

۱۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت امیر کی صحت اچھی ہے اہلبیت نبوی بھی بخیر و عافیت ہیں۔ صاحبزادہ محمود احمد صاحب مسجد مبارک میں امامت فرماتے اور مسجد اقصیٰ میں جمعہ پڑھاتے ہیں۔ حضرت امیر بھی جمعہ کے دن مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جاتے ہیں۔

۲۔ صاحبزادہ صاحب نے اس خطبہ جمعہ میں ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ نکتہ معرفت بتایا کہ چونکہ آواز بلند میں ریا کا خوف تھا۔ اسلئے تضرع کی شرط لگائی پھر فرمایا۔ کہ جب ایک نیک و مقتدر انسان سے تعلق بہت سی برکات کا موجب ہے تو خدا تعالیٰ جو قدوس و علی کل شیء قدیر ہے اس سے تعلق کیوں نہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون کے پاک نتیجہ کا مثمر ہو۔ لوگ حاکموں سے تعلقات بڑھانے کے لیئے بار بار ان کے پاس جاتے ہیں۔ منتیں اور خوشامدیں کرتے ہیں۔ پھر انکے دربار میں جانے اور ٹھہرنیکے لیئے وقت مقرر ہوتا ہے لیکن خدا کا دربار ہر وقت کھلا ہے۔ نہ دربان کی خوشامد کی ضرورت نہ فیس کورٹ لگانے کی حاجت۔ نہ اس بات کا خوف کہ جس کے آگے دعا کیجاتی ہے وہ سو رہا ہے یا اسے فرصت نہیں یا سنتے سنتے اکتا گیا۔ پس انسان کی کیسی خوش نصیبی ہے اگر وہ ہر وقت اپنے مولیٰ کے حضور میں گر گر کر دعاؤں میں لگا رہے۔ صاحبزادہ صاحب ظہر کے بعد درس قرآن مجید دیتے ہیں۔

۳۔ مفتی صاحب مخدوم مکرم۔ بدستور سفر میں ہیں۔ (۲۷ جولائی)

۴۔ جناب میر ناصر نواب صاحب دورہ پر ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے عمارت کے لیئے چندہ جمع کر رہے ہیں مولوی محمد علی صاحب کی تحریک کے مطابق حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بھی میر صاحب کے ساتھ شامل ہیں۔ گوجرانوالہ سے پچاس روپے وزیر آباد سے ایک سو روپیہ پھر گجرات گورالی سے اسی قدر رقم جمع کر کے آپ ۲۱ ۔ جولائی لالہ موسیٰ میں پہونچے۔ اللہ تعالیٰ دین میں اخلاص کیسا تھ کوشش کرنیوالے بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو۔

ہم قادیانی نہیں احمدی ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ہم الظٰلمون۔ پس کسیکو اس نام سے پکارنا جسے وہ برا سمجھتا ہو ہرگز جائز نہیں۔ ہمارے عقاید کوئی پوشیدہ نہیں بارہا اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ پس ہم حضرت احمد مجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہو کر احمدی کہلاتے ہیں ہمیں قادیانی یا مرزائی کہنا ہماری دل آزاری کرنا ہے کیونکہ ہم نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مرزا ہونے کی حیثیت سے قبول نہیں کیا کہ ہمیں مرزائی کہا جاوے اور نہ ہم قادیان کے پرستار ہیں کہ ہمیں قادیانی کہا جائے بلکہ یہاں کے اصلی باشندوں میں سے تو سوائے ایک دو کے کوئی احمدی بھی نہیں۔

بہت افسوس کی بات ہے۔ کہ جب یہ غلطی کسی سنجیدہ بزرگ یا مدعی تہذیب پارٹی کی طرف سے ہو۔ چنانچہ علیگڈھ انسٹیٹوٹ گزٹ ۱۲ جولائی ۱۹۱۱ء میں باوجود اسبات کے کہ وہاں ہمارے بعض دوستوں کے لیکچر ہو چکے ہیں۔ اور ان پر کھل چکا ہے۔ کہ ہم اسلام کے جاں نثار اور فدائی ہیں۔ اور ہم احمدی کہلاتے ہیں ہمیں قادیانی کہا گیا ہے جسکا منشاء یا نتیجہ سوا اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ ہماری دل آزاری ہو۔

اورنگ زیب ہندو کا محسن

ریاست پڈرونہ کے رئیس راجہ برج نارائن صاحب لکھتے ہیں

"بنیاد اس ریاست کی ایک شکل میں شہنشاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے ڈالی تھی۔ چنانچہ میرا خاندان زیر بار احسان ہمیشہ انکا ثنا خوان تھا۔ افسوس ان پر کہ جو اورنگ زیب کو ہندو کش کہکر مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات میں رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ جس نے اپنی حکومت کے زمانہ میں ہندوؤں کی ریاستیں قائم کیں اور ذمہ داری کے اعلیٰ عہدے ہندوؤں کو دیئے۔ انکی نسبت یہ روایت صحیح ہو سکتی ہے کہ سو من جنئو توڑ کر روٹی کہاتا تھا۔"

مختلف باتیں

سلطان محمد خامس فرمانروائے سلطنت عثمانیہ امسال حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتے ہیں تاکیدی حکم یا ہے کہ جدہ و مکہ ریلوے طیار ہو جائے (اکسپشن گزٹ) (۲) سابق شاہ ایران روس سے نکل آئے اور انکے بھائی نے پھر انکی شاہی کا اعلان کر دیا۔ گورنمنٹ نے فی الفور محمد علی میرزا اور انکے بھائی کے خلاف مہم بھیجنے کا انتظام کیا ہے (۳) گورنمنٹ نے ایک گشتی چھٹی کے ذریعے مختلف سوسائیٹیوں سے رائے طلب کی ہے کہ کیا مناسب ہے کہ بنگال اور مشرقی بنگال سے تلواروں پستول کا لائسنس بالکل موقوف کر دیا جائے (۴) ملک

(بدر پریس قادیان میں میاں سراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا۔)

خطبہ جمعہ

(از امیر المومنین رضؓ)

سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑہکر فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلعم جب تشریف لائے - تو اس وقت ان کی بعثت کی بڑی ضرورت تھی۔ لوگ نہ اسماء الٰہی کو جانتے تھے۔ نہ صفات الٰہی کو نہ افعال سے آگاہ - - - تہے۔ نہ جزاو سزا کے مسئلہ کو مانتے تھے۔ انسان کی بدبختی اس سے بڑہکر کیا ہوسکتی ہے۔ کہ اپنے مالک اپنے خالق کے نہ اسماء کو جانے نہ صفات کو -

غرض لوگ اسکی رضامندی سے آگاہ تہے۔ نہ اسکے غضب سے - ایسا ہی انسانی حقوق سے بیخبر۔

سب سے بڑا مسئلہ جو انسان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ وہ جزا و سزا کا مسئلہ ہے۔ اگر شریف الطبع انسان کو معلوم ہو کہ اس کام کے کرنیسے میری ہتک ہوگی یا مجھے نقصان پہونچیگا۔ تو وہ کبھی اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔ بلکہ ہر فعل میں نگرانی کرتا ہے۔ مختلف طبائع کے لوگ اپنے مالک کے اسماء صفات کے علم اور جزا و سزا کے مسئلہ پر یقین کرنیسے نیکیوں کی طرف توجہ کرتے اور بد افعالیوں سے رکتے ہیں۔

چنانچہ ملک عرب میں شراب کثرت سے پی جاتی اور الخمر جماع الاثم صحیح بات ہے پھر فرمایا۔ النساء حبائل الشیطٰن سوم ملک میں کوئی قانون نہیں تہا۔ ایسا اندھیر پڑا ہوا تہا۔ جن سعادتمندوں نے نبی کریم کے ارشاد پر عمل کیا۔ وہ پہلے بے خانماں تہے۔ پھر بادشاہ ہو گئے خشن پوش تہے۔ حریر پوش بن گئے۔ نہ مفتوح تہے نہ فاتح - مگر اس اطاعت کی بدولت دنیا میں فاتح - قوموں کے امام خلفائے راشدین اور اعلیٰ مرتبت سلاطین کہلائی۔

یہ سب اس کتاب کی برکت تہی جسے اللہ نے ایسی اندھیری رات میں جسکو لیلۃ القدر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اپنے بندے پر نازل کیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی حالات میں ہم میں ایک مجدد کو بھیجا۔ نبی کریم صلعم کے زمانہ میں شرک کا زور تہا۔ سو اسکی تردید میں آپنے پوری کوشش فرمائی۔ قرآن مجید کا کوئی رکوع شرک کی تردید سے خالی نہیں۔ اس زمانے میں لوگوں میں یہ مرض عام تہا - کہ دنیا پرستی غالب ہے۔ دین کی پروا نہیں اسلیئے آپ نے بیعت میں یہ عہد لینا شروع کیا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔

کیونکہ دنیا پرستی کا یہ حال ہے کہ جیسے چوہڑے کا چھرا حلال - حرام جانور دونوں پر یکساں چلتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کی فکر اور عقل حرام حلال کمائی کے حصول پر ہر وقت لگی رہتی ہیں۔ فریب سے ملے دغا سے ملے۔ چوری سے ملے - سینہ زوری سے ملے۔ کسی طرح روپیہ ملے سہی - ملازم ایکدوسرے سے تنخواہ کا سوال نہیں کرتے - بلکہ پوچھتے ہیں - بالائی آمدنی کیا ہے۔ گویا اصل تنخواہ آمد میں داخل نہیں۔

مسلمانوں پر ایک تو وہ وقت تہا۔ کہ اپنی ولادت موت تک کی تاریخیں یاد او لکھنے کا رواج تہا یا اب یہ حال ہے کہ لین دین شراکت تجارت ہے - مگر تحریر کوئی نہیں۔ اگر کوئی تحریر ہے تو ایسی بے ہنگم جسکا کوئی سر پیر نہیں۔ نہ اختلاف کا فیصلہ ہو سکتا ہے نہ اصل بات سمجھ آسکتی ہے ہمارے بہائیوں (احمدیوں) کو چاہیئے کہ وہ امام کے ہاتہہ پر بیعت کر چکے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرینگے پس وہ دنیا دعظوں میں ہرگز روایت نہ کرو۔ نہ سنو مخلوق الٰہی کو قرآن مجید سناؤ۔ ہدایت کے لیئے کافی ہے۔

سلیمان کی انگشتری اور بھٹیاری کا بھٹ جھونکنے کا قصہ بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ اگر ایک پتھر میں جو جمادات سے ہے اتنا کمال ہے تو کیا ایک برگزیدہ انسان میں جو اشرف المخلوقات ہے۔ یہ کمال نہیں ہوسکتا۔ انبیاء کی ذات میں کمال ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - پس تم خوب یاد رکھو کہ انبیاء دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہوتے - جیسے کہ سلیمانؑ کی نسبت شیاطین نے دنیا میں مشہور کیا۔ اگر دنیا میں کوئی کسی کی شکل بن سکتا ہے۔ تو امان ہی اٹھجائے۔ مثلاً ایک نبی وعظ کرنے لگے۔ اب کسی کو کیا معلوم کہ یہ نبی ہے یا نعوذ باللہ کوئی برا آدمی ہے۔ خدا نے ایسی باتوں کا رد فرمادیا ہے۔ کہ ما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا تم ایسی باتوں سے توبہ کرلو۔ اگر کوئی ایسا وعظ سنائے تو صاف کہدو کہ انبیاء کی ذات جامع کمالات ایسے افتراؤں سے پاک ہے۔

کتابیں منگوانیوالے غور سے پڑہیں

بعض احباب بدر سے ایک آدھ کتاب منگواتے ہیں۔ تو ساتھ ہی ایسی کتابوں کا آرڈر بھی دیتے ہیں۔ جو دوسرے دفتروں میں فروخت ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے آرڈروں کی تعمیل میں ایک ایک دن ضائع جاتا ہے۔ لہذا آئندہ کے لیئے اطلاعاً عرض ہے۔ کہ ایک آنہ فی روپیہ کمیشن لیا جائیگا - اگر ایک روپیہ سے کم کی کوئی ایسی کتاب طلب کیجائیگی جو ہمارے دفتر میں نہو - تو بھی ایک آنہ کمیشن چارج ہوگا۔

محمد یمین سہارنپوری تاجر کتب قادیان بھی احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی کتاب جو قادیان میں مل سکے ڈیڑھ آنہ فی روپیہ کمیشن پر لیکر بھجوا سکتے ہیں۔

مورکہہ سیدھ حصہ دوم

مورکہہ سیدھ حصہ اول دفتر بدر سے ایک آنہ پر ملتا ہے۔ اس کے دوسرے حصہ کی سو جلدیں مولوی دلپذیر صاحب بھیروی نے مفت تقسیم کرنے کے لیئے ہمارے پاس بھیجی ہیں جو صاحب چاہیں محصولڈاک بھیجکر منگوالیں

الحق کی ضمانت

یہ خبر بہت افسوس کیساتہہ سنی جائیگی۔ کہ اخبار الحق دہلی سے گورنمنٹ پنجاب نے ایکہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے جو اسی ہفتہ میں میر قاسم علی صاحب نے جمع کرادی امید ہے کہ آئندہ کے لیئے بھی الحق کے معتدل روش اسکے خریداروں سے اس غیر معمولی زیرباری کا معاوضہ دلادیگی ہمیں گورنمنٹ کے انصاف پر پورا بھروسہ ہے۔

سنگہ لیکچر نمبر ۲ کا پچہ سردار مہر

جب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ کرنتہ سے سیتر چولہ صاحب اور جپ جی سے - اور گرنتھ میں تو مختلف گروؤں کے اقوال ہیں از انجملہ گرونانک جی کے بہی ابتدائی اور آخری زندگی کے اشعار لکھہ دیئے گئے ہیں۔ تاہم ان کا اسلام ثابت ہے آخر میں ستیارتھ پرکاش کی اصل عبارت نقل کرکے آریوں کا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور پھر اپنا عقیدہ دربارہ باوا نانک لکھکر سکھو کو جتایا ہے۔ کہ تم سے زیادہ قریب کون ہیں مسلمان یا آریہ فی رسالہ ایک پیسہ کے حساب منگواکر ذی استطاعت احباب مفت تقسیم کریں۔ تاکہ سکھوں میں تبلیغ ہو۔

یہ صحیح نہیں

روزانہ پیسہ اخبار جس میں ہماری سلسلہ کے متعلق بقدر امکان بدزبانی ضرور ہوتی رہتی ہے۔ یہ چھاپا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کسی جگہ یہ لکہا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو اپنا ایک فرقہ سمجھہ لیں اور قرآن کریم و احادیث وید کا ترجمہ ہیں یہ بالکل افترا اور بہتان ہے وہ اسلام جو تمام ادیان حقہ کا جامع اور جسکی کتاب تمام صداقتوں پر مشتمل ہے اسکی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ وید کا ترجمہ ہو۔ یا کسی ایسے مذہب کا فرقہ ہو جو اپنی صحیح تعریف بہی نہ کرسکے حضرت اقدس نے ایسا ہرگز ہرگز کہیں نہیں لکہا - اور نہ کوئی احمدی ایسا لکھہ سکتا ہے۔

فرق تو بڑا ہی

ہندوستان بڑی سنجیدگی سے لکھتا ہے۔ کہ ماتا اور گئو ماتا میں کیا فرق ہے جب کہ وہ دودھ سے پرورش اور تمام سامان زندگی مہیا کرتی ہے انسان اور حیوان میں فرق تو ظاہر ہے گو ہندوستان کے فلسفی مزاج اڈیٹر کے نزدیک نہو پھر ایک اور فرق بین ہے کہ مرنیکے بعد کوئی اپنی ماتا کے چمڑے کے جوتے نہیں سلواتا۔

تصحیح - اقبر الصلوۃ کی قیمت ڈیڑھ آنہ ہے -

۲۹- جون ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ مسلمان جب سے اس مرض میں مبتلا ہوئے ہیں ذلیل ہیں وہ خدا کے فضل کو بھول گئے۔ اور "تسخیر" کے پیچھے پڑ گئے ہماری طرف جب رجوع خلائق دیکھتے ہیں۔ تو گمان کرتے ہیں ہمیں کوئی وظیفہ یاد ہے۔ جس سے تسخیر کر لیا ہے خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعًا (۲) و سخر لکم الیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ جب یہ نعمت قرآن مجید میں پہلے ہی موجود ہے۔ تو اسقدر گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔

دوسرا مرض مسلمانوں مین ناشکری ہے۔ اور وہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ حلال رزق سے اولاد نیک صالح پیدا ہوتی ہے۔ اور عبادت میں لذت ملتی ہے

فرمایا۔ پہاڑوں کے فائدے ہیں۔ از آنجملہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تمید بکم۔ جس کے چار معنے ہیں (۱) تاکہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ (۲) پہاڑ تمہارے ساتھ چکر کرتے ہیں (۳) کہانا دیتے ہیں تمہیں (۴) زمین ایک طرف جھک نہ جائے۔

فرمایا۔ انسان کا ایک ایک بال بھی نعمت ہے دیکھو ایک بانکے جوان پر ایک بال بھی سفید آجائے جب تک موچنے سے نوچ نہ لے۔ اسے قرار نہیں آتا۔

فرمایا۔ بدیوں سے بچنے کے لئے اسی بات کا مطالعہ سخت ضروری ہے۔ کہ اللہ چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے

۳- جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ ہجرت یہ ہے۔ کہ ایک چیز سے تعلق ہے۔ اور اللہ اسے پسند نہین کرتا۔ بس اس تعلق کو محض اللہ کی رضامندی کے لیئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ المھاجر من ھاجر ما نھی اللہ عنہ۔

فرمایا۔ اللہ کی رضا کے لیئے کوئی چیز چھوڑ دیجائے تو اللہ اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ چھوڑا اس کا بہتر سے بہتر بدلہ پایا۔ اسی ہجرت کا اجر ہے۔ کہ ابتک ان کی قوم معزز سمجھی جاتی ہے۔

فرمایا۔ قرآن نے جو کچھ بتایا ہے غور کرین تو انسان کا دل اسکا فہم اس کی روح اس کو مانتی ہے صرف بھولی ہوئی بات یاد کرائی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کا نام ذکر ہے۔

فاسئلوا اہل الذکر کے نعوذ باللہ یہ معنے کہ عیسائیوں اور یہودیوں سے پوچھو۔ بالکل غلط ہیں۔ انکو کیا معلوم

فرمایا۔ انسان حرامخوری کرتا ہے۔ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر بدنتیجہ نظر نہیں آتا۔ تو وہ دلیر ہو جاتا ہے۔ مگر جب پیمانہ لبریز ہوتا ہے۔ تو فورًا پکڑا جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظاہر سے باطن کی طرف جانا مسلمانوں کا معمول نہیں رہا۔ بلکہ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں۔ کہ دل صاف چاہیئے اعمال خواہ کیسے ہوں۔ یہ انکی غلطی ہے۔

فرمایا۔ انگریزوں کی صناعیاں (ریل ہوائی جہاز تار) دیکھ دیکھکر حیرت آتی ہے۔ مگر مجھے اس سے بڑھکر تعجب آتا ہے۔ انکے اس عقیدہ پر کہ وہ عاجز و غریب انسان کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔

فرمایا۔ اللہ کی کتاب اور نبی کریم کی ارشادات پر جو قوم متمسک ہے اس میں اختلاف کم ہے۔ پھر جن میں خشیۃ اللہ ہے ان میں اور بھی اختلاف کم ہے۔

فرمایا۔ ہر روز اپنے کہانے کا مطالعہ کرو۔ کپڑے کا مطالعہ کرو۔ آمدنی کا مطالعہ کرو۔ کہ حرام تو نہیں مشتبہ مال ہرگز استعمال نہ کرو۔ کیونکہ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے

فرمایا۔ ہم سے سواد عام کے کیا ہو سکتا ہے۔ حکومت تھوڑی نہیں۔ کہ زبردستی منوایا جائے۔

۴- جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ انبیاء کرام ذات الٰہی کا بہت ادب کرتے ہیں۔ ابو الانبیاء خلیل الرحمن حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔ یطعمنی ویسقین فاذا مرضت فھو یشفین۔ کہانا کھلانے اور پانی پلانے کو تو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور مرض کو اپنی طرف۔ ایسا ہی سورہ کہف میں ایک ولی اللہ نے کشتی کا عیب ناک کرنا اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ فاردت ان اعیبھا۔ غرض انبیاء کا مذہب یہ ہے کہ

والشر لیس الیک

فرمایا۔ مجھے قرآن مجید سے محبت ہے اور بہت محبت ہے قرآن مجید میری غذا ہے۔ میں سخت کمزور ہوتا ہوں۔ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھے طاقت آجاتی ہے۔

فرمایا۔ بچپن سے خدا نے مجھے اس دین پر چلایا ہے جس پر میں اب ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اسی پر میرا خاتمہ ہو

فرمایا۔ مجھے خدا ہمیشہ قرآن سے عقلی دلائل سمجھاتا ہے یہ اس کا فضل ہے

فرمایا۔ قرآن مجید دنیا میں سے اختلاف دور کرنے کے لئے آیا افسوس ہے کہ بعض بدبخت سمجھتے ہیں۔ قرآن میں اختلاف ہے حالانکہ قرآن مجید اختلافی مسائل میں ایک فیصلہ بتاتا ہے پھر اختلاف مٹا کر اس راہ پر چلاتا ہے۔ جسپر چلنے سے خدا راضی ہو۔ پھر اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ خدا کی رحمتوں سے انسان مالامال ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ عربی میں چار سو نام شہد کا ہے۔

فرمایا۔ جیسے بارش ہو۔ تو زمین سے روئیدگی نکلتی ہے اسی طرح جب وحی آسمانی کا نزول دل پر ہو۔ تو عجیب عجیب معارف و حقایق کھلتے ہیں۔

فرمایا۔ کہ جب مکھی کے پیٹ سے وحی الٰہی کے سبب شہد جیسی نافع چیز نکلتی ہے۔ تو پھر انبیاء کے ذریعے وحی کے نزول سے کیا کیا فوائد مخلوق الٰہی کو پہونچ سکتے ہیں۔

فرمایا۔ جیسے بھوسہ اور خون میں دودھ موجود ہے مگر اسے سوا الٰہی مشین کے کوئی نکال نہین سکتا۔ اسی طرح دنیا میں صداقتیں تو موجود ہیں۔ مگر وہ صرف وحی کے ذریعے الگ ہو سکتی ہیں۔

۵- جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ فضیلت اگر کہانے سے ہو۔ تو پھر ہاتھی اور دریائی مچھلی کی زیادہ قدر ہو۔

فرمایا۔ کام کرنیوالا اور نہ کرنیوالا ہرگز برابر نہین ہو سکتے۔ عرب میں امرا فصحا شعرا موجود تھے۔ لیکن غور کرو۔ کوئی ان میں سے خدا کے لیئے بھی کام کرتا تھا۔ ہرگز نہین برخلاف اسکے حضرت نبی کریم دن رات خدا کے کام میں مصروف رہتے اسکا نمونہ ہم نے اس زمانہ میں بھی دیکھا۔ حضرت صاحب کا حال یہ تھا۔ کہ سر میں چکر اور اسہال۔ مگر پھر بھی بڑا کام کرتے۔ اور اکثر میں نے آپ کی زبان سے سنا۔ کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور کام (دین کی تشی) ابھی ادھورے پڑے ہیں۔

فرمایا۔ تم میں سے کوئی سعادت مند ہو جو سوچے کہ خدا نے کیا کیا نعمتیں دی ہیں اور پھر اس نے مخلوق کی بہتری اور خدا کی رضامندی کے لئے کیا کام کیا ہے۔ مینے پاگلوں کو دیکھا ہے۔ کبھی کسی نے کہانا کہاتے وقت بجائے منہ کے کان میں نہیں ڈالا۔ بلکہ اپنے مطلب کے لیئے خوب دانائی سے کام لیتے ہیں۔ پس انسان کی اس میں کوئی خوبی نہین۔ کہ وہ اپنے نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں ہوشیار ہو۔ بلکہ دیکھنا ہے کہ وہ دوسروں

عُجب اور تکبّر

یہ دونوں لفظ گو ایک ہی معنوں مین استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں کسی قدر فرق ہے۔ کیونکہ عجب میں صرف اپنی کسی طاقت یا کسی چیز پر گھمنڈ کرنا اور اترانا داخل ہے۔ اور تکبر میں اس کے ساتھ دوسروں کی تحقیر کرنا بھی شامل ہو۔

جب غور سے دیکھا جاتا ہے۔ تو صاف طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ تمام گناہوں کی جڑھ تکبر ہوتا ہے کیونکہ گناہ احکام الہی کی نافرمانی سے ہوتے ہین۔ اور نافرمانی کے لیئے جزو اعظم تکبر ہوتا ہے۔ یعنی کسی حکم کی نافرمانی کا خیال پیدا ہونیکے اسباب یا تو خود اس حکم کی تحقیر یا حکم کرنیوالے کی تحقیر یا اس حکم کو لانیوالے کی تحقیر یا اس حکم پر چلنے والوں کی تحقیر کا ذہن میں سما جانا ہوتے ہین۔ یہ ایک ایسی بدبختی ہے۔ کہ جس کیوجہ سے انسان ان برکتوں سے جو کسی کام کے کرنیسے پیدا ہونیکا اسے خود بھی یقین ہوتا ہے۔ محروم رہجاتا ہے۔ جس دماغ مین اپنی بڑائی کا خیال دامنگیر ہے۔ وہ کسی دوسرے کی بات کو سننا تک بھی پسند نہین کرسکتا۔ متکبر کے لیئے اپنی بڑائی کا فخر ہی ایک دنیا ہے۔ جس سے باہر تمام عالم تاریک پڑا ہوا ہے۔

انسان کو اللہ تعالی نے مدنی الطبع بنایا ہے اور اسکی قوتوں اور طاقتوں کے پورے نشو و نما اور صحیح استعمال کے لیئے اسکو دوسرونکے نمونے اور اقوال و افعال اور انکے نتائج کے مطالعہ کا محتاج کیا ہوا ہے۔ انسان کی زبان عادت خصلت حرکات و سکنات معاشرت تحصیل وغیرہ سب اپنے اہل نواح سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ جیسے لوگوں میں کسی شخص کو رہنے کا موقعہ ملتا ہے۔ انھیں کے سانچے میں اسکے حالات ڈھلتے جاتے ہین۔ جانور کا بچہ جہاں لیجاؤ اپنی زبان اور حیات کو نہین بدل سکتا۔ لیکن انسان کا بچہ بدل سکتا ہے۔ اور یہ خاصیت انسان میں اسی لیئے رکھی ہوئی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ترقیات کرتا جائے۔ اور اس اعلیٰ زینہ پر پہونچ جائے۔ جسپر پہونچانے کے لیئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ تشریف لاتے رہتے ہیں۔ اور اسی غرض کی تکمیل کے لیئے اللہ تعالے ہمیشہ انبیا اور مرسلین کو بھیجتا رہتا ہے۔ اور انکو وہ احکام تبلیغ کرنیکے لیئے تعلیم کرتا رہتا ہے۔ ہر ایک طبقہ سے اٹھکر اعلیٰ مدارج ترقیات پر پہنچا سکتے ہیں۔ اور انکی ذات شریف ان احکام کی تعمیل کا ایک صحیح عملی نمونہ ہوتی ہے۔ جس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ جو احکام وہ خدا کی طرف سے لائیں۔ انکو لوگوں میں پہونچائیں۔ اور لوگ انکو قبول کرکے اسپر عمل کریں۔ تا ترقیات کے اعلیٰ معراج پر پہونچ سکیں۔ اور انتہائی گول رضائے الہی کی حاصل کر سکیں اور ان احکام پر عملدرآمد کرنیکے لیئے ان انبیاء کی ذات میں نمونہ دیکھیں۔ اور اسکے علاوہ اس بات کو دیکھ لیں کہ جو شخص خدا تعالےٰ کے حکموں پر چلتا ہے اسکی خدا تعالی کن کن راہوں سے نصرت کرتا ہے اور کس طرح انکا کفیل اور وکیل ہوجاتا ہے۔ اور انکی حمایت کے لیئے کیسے کیسے اسباب مہیا کردیتا ہے۔

لیکن جس سر میں یہ بات ہو کہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ کسی کو بھی حاصل نہیں۔ میرا حسب و نسب سب سے اعلےٰ اور بلند ہے۔ میرا خاندان بڑا ہے۔ میرا علم بڑا ہے میری طاقت و قوت بڑی ہے۔ اور دوسرے میرے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ ایسا آدمی کب کسی کی بات کو سن سکتا ہے اور کب اسپر عمل کرسکتا ہے۔ اور کب کسی بہتر بات کے فیض اور برکت سے بہرہ اندوز ہوسکتا ہے۔

شیطان کا قصہ مذہبی تواریخ کے صفحات کی ابتدا کرتا ہے۔ یہ کوئی فرضی یا وہمی اور بے بنیاد واقعہ نہیں اس واقعہ کی تواتر سے شہادت مذہبی دائروں میں نہایت مستند طور سے چلی آتی ہے آدم کو پیدا کرنے سے جن برکات اور انعامات کا برسانا اللہ تعالےٰ کو منظور تہا۔ ان سے محروم ہونیکے لیئے شیطان نے سب سے پہلا جرم تکبر ہی کیا تہا۔ اسی تکبر نے اسکو خدا کا حکم ماننے سے باز رکہا۔ اور یہی عذر پیش کیا کہ میں اس سے حسب و نسب میں افضل ہوں۔ میری پیدائش آگ سے ہے۔ اور یہ خاک سے پیدا ہوا ہے۔ میں اسکے لیئے آپکا حکم بھی نہیں مان سکتا۔ اسکے دماغ میں یہ خبط سما گیا تہا۔ کہ آگ مٹی سے افضل ہوتی ہے۔

شیطان کا یہ قصہ تبلا رہا ہے کہ اسے اپنی بڑائی کے خبط نے ان تمام انعامات سے محروم کردیا۔ جو ملائکہ نے حکم مان کر حاصل کر لیئے۔ حالانکہ ملائکہ نے بھی ایک جھگڑا کیا تہا اور خلافت کے لیئے اپنے حقوق پیش کرکے کہا تہا کہ آدم تو دنیا میں فساد اور خونریزی کریگا۔ اور ہم چونکہ ہمیشہ تیرے حمد کے تسبیحات کرتے رہتے ہیں اسلیئے ہمارا حق فائق ہے۔ لیکن انکا یہ کہنا تکبر کیوجہ سے نہ تہا۔ وہ تو الٰہی حکم بجا لاکر آدم کے حقوق کی ترجیح کو شیطان کے مقابلے میں مان گئے تھے۔ اور اس درخواست کے موقعہ پر بھی جب انکا امتحان لیا گیا تو خود بول اٹھے تھے لا علم لنا الا ما علمتنا۔ اور جو فیصلہ اللہ تعالےٰ نے کیا تہا۔ اس سے انحراف نہیں کیا تہا۔ بلکہ اُسے نہایت عزت کیساتھ تسلیم کرلیا تہا لیکن شیطان نے اپنے گھمنڈ پر خدا کا کہا نہ مانا۔ اور انکار کر دیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قسم کی نامرادی اور بدبختی اسکے ہاں جمع ہوگئی۔

غرض تکبر برکات اور کامیابیوں کے حصول کے رستے میں ایک خطرناک روک ہے۔ متکبر کے دل میں جو باتیں اپنی بڑائی کی سمائی ہوتی ہیں۔ انکی دراصل وہ حقیقت نہیں ہوتی جو وہ سمجھ بیٹھا ہوتا ہے۔ اسکا اندازہ اپنے متعلق ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ اس مین شک نہیں۔ انسان بہت کچھ ترقیات کرسکتا ہے۔ لیکن کوئی ترقی ایسی نہیں ہوتی کہ جس کو انسانی طاقت حاصل نہ کرسکتی ہو۔ ان لوگوں کے سوا جنکو خدا نے خاص طور پر خرق عادت کے اظہار کا شرف بخشا ہے کوئی انسان خارق عادت ترقی نہین کرسکتا۔ کہ جسکو حاصل کرنا انسانی قوت سے باہر ہو ایک سے ایک بڑھا جارہا ہے۔ پھر کونسی گنجائش ہے کہ کوئی آدمی اپنی کسی بات پر تکبر کرسکے تکبر ایک جھوٹ پر اڑنا ہوتا ہے۔ یہ ایک غلط فہمی غلط اندازہ اور اپنے آپ کو دہوکہ میں ڈالنا ہوتا ہے۔ تکبر کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ اس کے کان بہرے ہوتے ہیں۔ کہ وہ دوسرونکی خوبیوں کو نہ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے اسکی حالت ایک دیوانے کی سی ہوتی ہے۔ جس کے اندر سے دوسرونکے جوہر دیکھنے قدر کرنیکی طاقت سلب ہوچکی ہوتی ہے۔ متکبر کی انتہا خدائی کا دعوی ہے۔ متکبر جاہل اور بیخبر رہتا ہے۔ اور دوسرونکے محاسن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا وہ کچھ سیکھ نہیں سکتا اور نہ ہی بہلائی حاصل کرسکتا ہے۔ وہ اپنے معلومات یا موجودات کے خزینہ کو ہمیشہ متعفن کرتا رہتا ہے۔ ہر ایک گناہ کی ابتدا تکبر سے ہی ہوتی ہے۔

متکبر ہمیشہ محروم اور نامراد رہتا ہے۔ اور کبھی فتح و نصرت کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ تکبر کا ذرا سا خیال بھی انسان کو محروم کردیتا ہے انسان جس طاقت پر اتراتا ہے وہی طاقت اسکی محرومی کا موجب ہوتی ہے۔ عُجب بھی ایک ایسی ہی چیز ہے۔ گو اس میں دوسرونکی حقارت کا خیال شامل نہیں ہوتا ہو لیکن اسکا نتیجہ بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ انسان سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے۔ انسان کے دوسرے حقوق بھی اس کے لیئے سفارش نہیں کرسکتے۔ بلکہ حقوق باطل ہوجاتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

دعا کرو - پیر غلام غوث محمد قریشی ساکن گو لیکے جو اس سال حج کرکے آئے ہیں اسہال و بخار سے بیمار ہیں احباب سے درخواست ہے۔ کہ انکی صحت عاجلہ شفاء کاملہ کی دعا کیجائے۔

انٹر مسلم کونسلی ایشن

(مسلمانوں کی اندرونی اصلاحی لیگ)

۲

جن لوگوں نے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر دردِ دل اور سچی خیرخواہی سے غور کیا ہے۔ اور انکے زوال اور نکبت کے اسباب کو معلوم کرنیکے لیئے کچھ وقت خرچ کیا ہے۔ اور ان میں سے قومی پژمردگی کے آثار کو دور کرنیکے لیئے تروتازگی کی خوشگوار ہوا کو ان میں نفوذ کرنیکے ذرایع کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اسبات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ جن مضبوط اصول کی چٹانوں پر اسلام کی ترقی کا مدار ہے اور جن پاکیزہ چشموں کے پانی پر اس گلزار شادابی اور سرسبزی کا انحصار ہے۔ وہ بذات خود ایسے مستقل اور دائمی ہیں کہ کوئی گردش انکو باطل نہیں کرسکتی۔ اس میں کلام نہیں کہ اسلام نے بخل اور تنگ ظرفی سے کام نہیں لیا اپنا ہو یا پرایا جو کوئی ان اصول کو اپنا مسلک بناتا ہے وہی کامیابی کا پھل کھالیتا ہے۔ مسلمانوں نے یہ برے دن اسلام کو چھوڑ کر دیکھے ہیں اور غیروں نے بعض باتیں اسلام کی اختیار کرکے فائدے اٹھائے ہیں۔

اسبات کے تسلیم کرنیمیں شک نہیں ہو سکتا۔ کہ احکام کی خلاف ورزی کرنیوالے حاکم کی حمایت اور پناہ کے سایئے سے نکلجاتے ہیں۔ مسلمان اپنے اندر غور کرکے دیکھیں اور اپنی ضمیر کو صحیح کرکے اپنے سارے کارنامے اور اپنی روزمرہ کی ڈائری اپنے سامنے رکھکر اسے مطالعہ اور موازنہ کریں اور پھر اپنے متعلق آپ ہی فتوی دیں کہ کیا وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہیں۔ ہر ایک انصاف پسند راست گو آدمی خواہ وہ کسی فرقہ اسلامی سے تعلق رکھتا ہو اسکا جواب نفی میں دیگا۔

صرف چھوٹی چھوٹی باتوں میں خلاف ورزی احکام اگرچہ قابل معافی بھی ہو سکتی ہے۔ اور اسکے نتایج اور سزائیں معاف اور نظر انداز بھی ہو سکتے ہیں لیکن وہ اہم امور جو قومی تمدن کے شیرازہ کو درہم برہم کرنیکا موجب ہوتے ہیں اگر انکو توڑ دیا جائے۔ اور اس توڑنے پر ایسا اصرار کیا جائے۔ کہ بڑے بردبار کا صبر بھی تھکجائے۔ تو پھر صاف طور پر سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ قوم برباد ہو کر ہی رہیگی۔

ابتداء آفرینش سے دنیا تجربہ کر چکی ہے کہ اندرونی نفاق خاندانوں اور قوموں کے تباہ کرنے میں سب سے مؤثر اور خطرناک ذریعہ ہوتے ہیں اسی کی طرف قرآن شریف نے اشارہ فرمایا ہے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم اور دوسری جگہ ولا تفرقوا کہا ہے جس سے منشاء الہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپس میں تفرقہ اور نزاع کرنا ایک ایسی بری چیز ہے کہ جس سے بدبختی کی پھوٹ ایک قوم یا خاندان میں پڑجاتی ہے۔ اور قومیت کی عزت سب کی سب ملیامیٹ ہو جاتی ہے۔ یہ مرض مسلمانوں میں ایسا ہاتھ دھو کر پیچھے پڑا ہوا ہے کہ باوجودیکہ وہ سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی باز نہیں آتے پھر تمام نقص جو قومی محل کی تعمیر میں مہلکات کا کام کر رہے ہیں سب اسی کا نتیجہ ہیں۔

جب اسلامی قومیت پہلے پہل بنی تھی تو سب سے پہلا اور ضروری کام یہی کیا تھا۔ کہ آپس کے جھگڑے تفرقے تنازعے سب چھوڑ دیئے گئے تھے پس انکا تفرقوں کی تاریکی سے نکلنا تھا۔ کہ محبت اور اخوت کا آفتاب ان پر چڑھ آیا اور انکے اقبال کا ستارہ چمک اٹھا۔ مگر یہاں قوم تو در کنار گھر گھر میں پھوٹ پڑی ہے۔ اور یہ پھوٹ ان میں کچھ ایسا زبردست اثر کر گئی ہے۔ کہ انکو اپنے پنجے سے نکلنے نہیں دیتی یہ بھی مسلمانوں کی بدبختی ہے۔ کہ اپنے لیئے ہمیشہ پیچ در پیچ جدید رستے تجویز کرتے رہتے ہیں۔ انکو یہ سمجھ لینا چاہیئے اسلام نے ترقی کے گر ایسے پائدار اور مختصر اور بے تکلف بتائے ہیں کہ ان پر عمل کرنے میں نہ تو کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اور نہ کچھ بڑے لمبے چوڑے ایثار کرنے پڑتے ہیں۔

کامیابی کا ایک مستحکم گر یہی ہے۔ کہ مسلمان اپنے عقاید اور اعمال کے لحاظ سے پورے طور پر اور پکے مسلمان ہو جائیں۔ وہ فضول عقاید اور وہم پرستی اور خلاف حق گزینی کے طریقے چھوڑ دیں۔ اور اخلاص اور بے نفسی کیساتھ سیدھے سادے مسلمان بن جائیں۔ اور قرآن شریف کے احکام کی تعمیل کریں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نمونہ کو اپنا مسلک بنائیں۔ تو پھر ہر ایک مراد اور مقصد انکے دروازے پر خودبخود آن کھٹکھٹائیگا۔

بحیثیت ایک مسلمان ہونیکے یہ ماننا ضروری ہے کہ مرادات اور مقاصد کا عطا کرنا اور اپنی امور میں فلاح اور کامیابی دنیا اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی کسی کوشش پر بھروسہ رکھتا ہے۔ تو وہ کوشش بھی خدا تعالی کی مرضی کے بغیر برومند نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک کوشش اسکی توفیق عطا کرنیسے ہو سکتی ہے۔ پس جبکہ یہ حال ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس خدا کو راضی نہ کریں اور اسکی رضاجوئی کے بغیر کوئی اور رستے اپنی بہتری کے تجویز کریں۔

یہی اصلاح ترقی اور کامیابی کا زینہ ہے۔ اسکے لیئے سب سے پہلا کام یہ ہے۔ کہ خیالات صحیح کیئے جائیں۔ باطل اور غلط اور فضول عقیدوں سے دماغ کا تنقیہ کیا جائے۔ اور اوہام پرستی کے گرد و غبار سے اندرون دھو دیا جائے۔ اور دل کو اپنے قابو میں کر لیا جائے یہی ایک بڑا اہم اور ضروری کام ہے جسپر اصلاح کے محل کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ اس تنقیہ کیلیئے ضروری ہے کہ کسی حاذق طبیب کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے

یہ لوگ جو مسلمانوں کے ترقی کے خیال میں سرشار ہو کر مختلف پیرایوں اور راہوں سے کوشش کر رہے ہیں کاش اگر وہ اس حقیقت کی تہ تک پہنچیں۔ اور سطحی تجاویز کو چھوڑ کر اس اندرونی اور حقیقی سر کو سمجھیں جو اسلامی اخوت اور قومیت کا الہی آرزو ہے۔ تو انکو جلدی منزل مقصود نصیب ہو سکتی۔

خود غرضی اور خودروی کے استقبال کے لیئے اسلامی ترتیبات طیار نہیں اخلاص اور انکسار یہاں مقبول ہوتا ہے۔

دنیا میں تمام محاسن اور فنون اور علوم خاص ماہرین کے ذریعہ سے ترقی پاتے ہیں لیکن اسلام کی ترقی اور بہبودی کیلیئے معلمین کا طیار کرنا خاص طور پر اللہ تعالے نے اپنے ہاتھوں میں رکھا ہوا ہے۔ ایسے ماہر جنکو خود طیار کرکے اللہ تعالی دنیا میں بھیجتا رہتا ہے۔ انکو وہ سچا علم دیا جاتا ہے جس سے وہ مضرات کو خوب شناخت کر سکتے ہیں اور سچی راہوں کو منکشف کرکے ان پر چلنے کے راہ عیاں کر سکتے ہیں

یہ زمانہ بھی کمال تنزل کا زمانہ تھا۔ خدا تعالے نے اس میں بھی اس کے مطابق اپنا معلم نازل کیا۔ اسکو مان لینا یا نہ مان لینا ایک جدا مسئلہ ہے۔ لیکن بہی خواہان اہل اسلام کا یہ فرض ضرور ہے کہ وہ ایک جماعت منتخب کرکے ایک اصلاحی لیگ قائم کریں جو مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کے اسباب پر غور کرے اور اس مامور کی باتوں کو سنے اور غور کرے پھر ان پر فیصلہ کرکے جو کچھ وہ بہتر سمجھیں اسکو پبلک کے فائدہ کے لیئے شایع کر دیں اور پبلک کو عمل کرنیکی ترغیب دیں

یوں تو لیگ اور انجمنیں بہت اغراض اور مقاصد کے لیئے قائم ہوتی ہیں لیکن کیا کوئی صاحب دل جماعت ایسا مجموعی اور مشترک لیگ قائم کرنیکے لیئے طیار نہیں ہو سکتا جو اس اعلی غرض کو پورا کر سکے۔ اصل میں عقلمندوں کے نزدیک اپنی اعلے اغراض کو حاصل کرنا ایک امر مقدم ہے ہمیں اس بات میں مضایقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جو بات ہمکو حاصل کرنا ہے۔ وہ کس قسم کے آدمی سے حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اعلی مقاصد پر ہمیں پہنچا سکتا ہے وہی ہمارا مکرم اور محترم ہے۔

یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی نیابت سے ایک لیگ قائم کیا جاوے - اور اس لیگ میں سلسلہ احمدیہ کی نیابت سے اسکے اصول اور اغراض و مقاصد پر کافی غور کیجاوے - اور بعد کامل توجہ اور غور جو نتیجہ حاصل ہو اسکو متفقہ طور پر اعلان کر دیا جائے - اور یہ ضروری ہے کہ لیگ مین کارکن ممبر ایسے اصحاب ہوں - جنکو مختلف فرقہ اسلامی مسلم طور پر منتخب کرین اور ان پر انکو اعتبار بھی ہو - مین انشاء اللہ اسپر پھر آئندہ بھی لکھونگا - لیکن گزارش کرتا ہون - کہ دیگر احباب بھی اس طرف توجہ کرین -

ہندوستان میں برٹش حکومت کی برکات[3]

حکومت برطانیہ کے گوناگوں فیوض اور برکات سے ہندوستان متمتع ہو رہا ہے - نارتھ امریکن ریویو کے ذریعہ سے لارڈ کرزن صاحب اہل امریکہ کو ان برکات سے مطلع کرنیکے لیئے مختلف مضامین لکھ رہے ہیں چنانچہ انہوں نے پہلے مضمون میں لکھا ہے کہ ہندوستان کی تجارتی اور صنعتی ترقیات پر سوا پانچ ارب روپیہ برٹش سرمایہ کا خرچ ہو رہا ہے -

ہندوستان کی حکومت، دولت برطانیہ کی ملٹری طاقت کیلیئے ایک بڑی زبردست امداد ہے - اگرچہ فوجی تعداد آبادی ملک کی نسبت سے بہت ہی کم ہے - لیکن بہ حال دولت برطانیہ کے لیئے ایک مضبوط بازو کا کام کرتی ہے - چنانچہ گزشتہ مہم افریقہ مین جب بوئروں سے مقابلہ کی مصیبت پیش آئی تو ۱۳۰۰ برٹش افسر اور برٹش فوج نو ہزار دیسی فوج ہندوستان سے بھیجی گئی - ایسا ہی ۱۳۰۰ برٹش بیس ہزار دیسی فوج اور ساڑھے سترہ ہزار خدام جنگ چین میں ہندوستان سے بھیجے گئے اور ان سے بڑی تقویت ہوئی -

ہندوستان سے بہت سارے لوگ مختلف نوآبادیوں میں جاکر آباد ہوئے ہیں - چنانچہ چھیاسی ہزار ہندوستانی ٹرینیڈاڈ میں دس ہزار جمیکا میں ایک لاکھ پانچ ہزار برٹش گنی میں اور دو لاکھ چھ ہزار مارٹیس میں آباد ہو چکے ہین انکے علاوہ دوسری حکومتوں کو بھی ہندوستانی مزدوروں سے بہت امداد ملی ہے - چنانچہ فرانس اور ڈچ کو بہت مزدور دیے گئے - ہندوستانی لوگ بحر الکاہل کے دور حصص تک پہنچ گئے ہیں چنانچہ جزائر فجی میں سترہ ہزار لوگ موجود ہین نٹال میں ایک لاکھ پندرہ ہزار ہندوستانی رونق افروز ہین یوگینڈا ریلوے بھی بیس ہزار ہندوستانیوں نے بنائی تھی - ہر سال پندرہ بیس ہزار ہندوستانی دوسری آبادیوں کو جاتے ہیں -

ہندوستان نے برٹش قوم پر جو خاص احسان کیئے ہین - وہ بھی قابل غور ہین نوجوان فوجی برٹش افسروں کے لیئے ہندوستان سب سے بہتر جوانمردی کا مدرسہ ہے اور یہاں استعمال اسلحہ کے لیئے سب سے بہتر موقعہ ملتا ہے - اسی طرح ممبران سول سروس کیلیئے بھی برٹش اخلاق کے بنانیکے لیئے یہ ایک نہایت موزون تعلیمگاہ ہے - اسکے اثر کا احسان برٹش حکومت اور برٹش قوم دونو پر ہوتا ہے اسی طرح افسران محکمہ نہر - انجنیر اور محکمہ جات ڈاک تار جنگلات کے افسران اور منتظمان اور رفاسیسر تمام دنیا سے بہتر طیار ہوتے ہین جو افسر ہندوستان طیار کرتا ہے وہ ہر طبقہ ملک مین بہت مفید طور پر کام آسکتے ہین یہانتک کہ نائجیریا اور چین وغیرہ میں بھی لوگ مفید ثابت ہوتے ہین یہ لوگ نظم سلطنت کے پیشوا ہوتے ہین ولایت میں محدود رہنے والے افسر ایسے کام اس عمدگی سے نہین کر سکتے ہندوستان میں رہنے سے ان لوگوں کے دلوں میں ایک فرض منصبی کی معرفت اور ایثار نفس کے خصائل پیدا ہو جاتے ہیں خاموشی سے کام کرنا اور فرض منصبی ادا کرنا اور شیخی نہ بگھارنا اسجگہ سیکھا جاتا ہے اور ملک و خاندان کے لیئے برکت کا موجب ہوتا ہے -

دلائی لامہ[4]

بدھ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا دلائی لامہ ہوتا ہے - تبت انکی جاگیر ہے - اور سب سے بڑے مشہور بدھ مندر بھی اسجگہ ہین چھ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بعض پولیٹکل پیچیدگیوں کو حل کرنیکے لیئے لارڈ کرزن نے دلائی لامہ کو دارجلینگ مین لا ڈالا - ابھی تک وہ اسی جگہ ہے اسکے متعلق چینی حکومت کوشش کرنا چاہتی ہے - کہ وہ پھر تبت میں اپنی جگہ اصلی پر قائم ہوجائے - اور انکی اپنی مرضی بھی یہی ہے لیکن حکومت برطانیہ انکے اس خیال کے ساتھ متفق نہیں ہوسکتی برٹش اہل الرائے دلائی لامہ کا انگریزی علاقہ میں رہنا انگریزی حکومت کے لیئے بہت مفید بیان کرتے ہیں اور ان کی حکومت ہندوستان کو ہندوستان کی تمدنی اور تجارتی ترقی کے لیئے ایک عجیب اضافہ خیال کرتے ہین انکا خیال ہے کہ چونکہ دلائی لامہ بدھ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا ہے اپنی جس جگہ وہ سکونت پذیر ہوگا اسی جگہ بدھ لوگ اسکے پاس کثرت سے آمد و رفت کرینگے - اور اس آمد و رفت سے گورنمنٹ انگریزی کو غیر حکومتوں کے بدھ لوگوں پر ایک رسوخ اور اثر حاصل ہوجائیگا اور کثرت سے لوگوں کی آمد و رفت سے ملک کو بہت سارے تجارتی فائدے حاصل ہونگے - البتہ انگریزی حکومت کا فرض ہے - کہ دارجلنگ کو ایسی آمد و رفت کے لیئے ہر طرح موزون اور مناسب بنائے -

چند سوالوں کے جواب

قرآن شریف کی تعلیم جو بچپن میں دیجاتی ہے - وہ مضر ہرگز نہیں - بلکہ ازبس ضروری اور مفید ہے آپ اس فلاسفی پر غور کرین - جو نومولود کے کان مین اذان دینے کے متعلق ہے -

بچپن میں بچہ کو جس طرف ڈالا جائے - وہ متوجہ ہوسکتا ہے - اور قرآن شریف کی طرف متوجہ کرنیکا اثر اسکی تمام زندگی پر پڑتا ہے - آپ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید بلا معنی پڑھانے سے کیا فائدہ - سو آپ پر واضح رہے کہ قرآن مجید کے الفاظ پڑھانا یہ بھی اس بامعنی پڑھانیکی ایک سیڑھی ہے - جب بچہ آیات پڑھ سکیگا - تو پھر ترجمہ پڑھ لینے پر بھی قادر ہوگا - دوم مطلق الفاظ بھی اپنے اندر ایک برکت رکھتے ہیں اور یہ امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے -

اگر بچے قرآن مجید کے پڑھنے سے بیزار ہوتے ہیں تو یہ قصور ان کے پڑھانیوالوں کا ہے خود حضرت امیر فرماتے ہین (میں) نے بچپن میں قرآن مجید پڑھا اور مجھے تک اس کی محبت دن دونی رات چوگنی ہے - ہمارے بچے قرآن مجید بڑے شوق سے پڑھتے ہیں بس یہ خطرہ وہمی ہے - اور صرف طرز تعلیم کا قصور ہے - اگر قرآن مجید کو اوائل عمر مین نہ پڑھایا جاوے - جب کہ بچہ ہر طرح قابو میں ہوتا ہے تو بڑی عمر میں اسکے پڑھنے کی کیا حمایت ہوسکتی ہے - ہمارے سامنے ایسی نظیریں موجود ہین - جن بچوں کو پہلے قرآن شریف نہین پڑھایا گیا آخر وہ دین سے بالکل کورے رہ گئے اور پھر قرآن مجید کی طرف متوجہ نہین ہوئے -

(۲) آپ نے پوچھا کہ شیخین رضی اللہ عنہم تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے یا اور جنازہ پڑھا اسکے جواب میں واضح ہو کہ جنازہ تو اب تک تمام مسلمان پڑھتے ہیں اللھم صل علی محمد ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے - جنازہ کیا ہی ایک دعا ہے - جو میت کے لیے کی جاتی ہے شیخین رضہ نمازیں پڑھتے اور اپنی امامت سے پڑھاتے پس یہ سوال ہی ٹھیک نہین اور تجہیز و تکفین کوئی ایسا امر نہیں جس میں سب مسلمان شریک ہون نبی کریم صلعم کی وفات پر متفرق کام تھے ایک تجہیز و تکفین دوم آپ کے بعد انتظام خلافت جس پر شیرازہ وحدت کا دار و مدار تھا - گھر کے لوگ جیسا کہ

گرونانک صاحب تناسخ کے قائل ہرگز نہ تھے

اگرچہ دیگر بیسیوں شہادتوں سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے۔ کہ گرونانک جی مہاراج خدا کے برگزیدہ بزرگ یعنی مسلمان تھے۔ مگر اب جو گرنتھ صاحب کا مطالعہ کیا گیا۔ تو انکے اسلام پر اور بیسیوں نئی شہادتیں پیدا ہوگئیں ہیں۔ ان سب کا ذکر کرنا تو ایک الگ رسالہ میں ہوگا۔ مگر کسی قدر یہاں لکھدینا ضروری ہے۔ تاکہ بعض معزز سکھ صاحبان گرونانک دیو جی مہاراج کے اصل دہرم سے آگاہی حاصل کریں۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ اہل ہنود اور اہل اسلام میں عام طور سے تناسخ یا اواگون کا ایسا مسئلہ ہے۔ جو دونوں کے درمیان حد فاصل یا مابہ الامتیاز کا حکم رکھتا ہے اسی بنا پر اکثر اہل ہنود اور بعض سکھ صاحبان صرف اسی خیال سے کہ گرونانک علیہ الرحمۃ کا تعلق اور اعتقاد اسلام کے تہہ ثابت نہو جائے۔ اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ گرو نانک علیہ الرحمۃ تناسخ کے قائل تھے گویا وہ مسلمان نہیں تھے مگر اب ہم انشاء اللہ بحوالجات گرنتھ صاحب ثابت کرینگے (بفضلہٖ) کہ آپ ہرگز تناسخ کے قائل نہ تھے۔ بلکہ تناسخ کی تردید انہوں نے صد ہا شدومد سے کی ہے جس سے کسی اہل نظر کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ اور وہ حوالجات حسب ذیل ہیں۔

(੫) ਜਾ ਤੁਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਪੜਹਿ ਕਤੇਬਾ ਮੁਲਾ ਸੇਖ ਕਹਾਵਹਿ ॥
ਜਾ ਤੁਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਹੋਵਹਿ ਰਾਜੇ ਰਸ ਕਸ ਬਹੁਤੁ ਕਮਾਵਹਿ
(37) ਜੇਵਡੁ ਸਾਹਿਬੁ ਤੇਵਡ ਦਾਤੀ ਦੇ ਦੇ ਕਰੇ ਰਜਾਈ ॥
ਨਾਨਕ ਨਦਰਿ ਕਰੇ ਜਿਸੁ ਉਪਰਿ ਸਚਿ ਨਾਮਿ ਦੇ ਵਡਿਆਈ
(੧੯) ਆਪੇ ਦਾਤਿ ਕਰੇ ਦਾਤਾਰੁ ਪੂਰੇ ਸਤਿਗੁਰ ਸਿਉ ਲਗੈ ਪਿਆਰੁ
ਦੇਦਾ ਦੇ ਲੈਦੇ ਥਕਿ ਪਾਹਿ ॥ ਜੁਗਾ ਜੁਗੰਤਰਿ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ
ਕੇਤੇ ਖਪਿ ਤੁਟਹਿ ਵੇਕਾਰ ॥ ਕੇਤੇ ਲੈ ਲੈ ਮੁਕਰੁ ਪਾਹਿ ॥
ਕੇਤੇ ਮੂਰਖ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ ਕੇਤਿਆ ਦੂਖ ਭੂਖ ਸਦ ਮਾਰ
ਏਹਿ ਭਿ ਦਾਤਿ ਤੇਰੀ ਦਾਤਾਰ ॥ ਬੰਦਿ ਖਲਾਸੀ ਭਾਣੈ ਹੋਇ
ਹੋਰੁ ਆਖਿ ਨ ਸਕੈ ਕੋਇ ॥ ਬਹੁਤਾ ਕਰਮੁ ਲਿਖਿਆ ਨਾ ਜਾਇ
ਵਡਾ ਦਾਤਾ ਤਿਲੁ
ਨ ਤਮਾਇ ॥

(ਜਪੁ)

تناسخ کا رد گرنتھ صاحب سے

جاں تدھ بھاوے تاں پڑھنہ کتیباں ملاں شیخ کہاوینہ (صفحہ ۳۵)

۱۹۸ جاں تدھ بھاوے تاں ہووینہ راجے رس کس بہت کماوینہ (وار ماجھ کی تھا سلوک محلہ ۱)

۲۰۱ جیوڈ صاحب تیوڈ داتی دے دے کرے رجائی ‌ نانک ندر کرے جس اپر سچ نام وڈیائی (صفحہ ۱۳۷)

۱۴۹ آپے دات کرے داتار ⁂ پورے ست گر سوں لگے پیار (راگ گوڑی محلہ ۳ چوپدے گوڑی گواریری محلہ ۳)

نانک نظریں کرہیں دات۔ بہتا کرم لکھیا نہ جائے ⁂ وڈا داتا تل نہ تمائے

کیتے لے لے مکر پانہہ ⁂ کیتے مورکھ کھائیں کھانہہ

کیتیاں دوکھ بھوکھ سد مار ⁂ ایہہ بھی دات تیری داتار

بند خلاصی بھانے ہوئے ⁂ ہور آکھ نہ سکے کوئے

دیندا دے لیندے تھک پانہہ ⁂ جگا جگنتر کھاہی کھانہہ

جو فرمائے تو تو پایہہ ⁂

جپ جی صاحب صفحہ ۵

عام دستور بھی ہے کہ تجہیز و تکفین کی فکر میں ہوئے اور جناب شیخین کو اس سے زیادہ اہم امر میں تقاضائے وقت و حالات کے ماتحت مصروف ہونا پڑا وہ تجہیز و تکفین سے غافل یا بے پرواہ نہ تھے یہ کام انہوں نے انہی کے سپرد کردیا۔ جو اس کے اہل اور عام دستور کے مطابق ذمہ وار

(۳) جناب فاروق رضی اللہ عنہ احراق خانہ بتول کے لئے ہرگز تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ انکی طاقت ایسی زبردست تھی۔ آپ اگر یہ بات تسلیم کرینگے۔ تو جناب علیؓ کی شجاعت اور تلوار پر حرف آئیگا۔

کیا اسوقت باغیرت مسلمان صحابی موجود نہ تھے معاذ اللہ آپ انکو بزدل خیال کرتے ہیں جو مومن کی شان سے بعید ہے اگر آپ یہ مانیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر بھی اعتراض ہوگا۔

عروات میں خدا تعالیٰ کا بھم مان مرصوص فرماچکا ہے کبھی تنہا چھوڑ کر حضرات شیخین نہیں گئے اس بات کا خصم کے پاس کیا ثبوت ہے ان لوگوں کا بعد از رسالت مآب خلیفہ مقرر ہونا ان کے اعلیٰ درجہ کے ایمان اور صالح الایمان ہونیکا ثبوت ہے۔

کیونکہ خدا نے فرمایا۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا۔

اب تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ شیخین کی خلافت میں خوف کے بعد امن ہوا۔ اور دین میں تمکین ہوئی۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ مومن اور صالح اعمال تھے۔ پس اس آیت سے تمام الزامات کا دفعیہ ہوسکتا ہے

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ مرض الموت میں جناب رسالتمآب نے بلا کسی مجبوری کے حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں رہنا پسند فرمایا۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جناب عائشہ اور اس کے والد بزرگوار (حضرت ابو بکرؓ) کے تعلقات آنحضرت صلعم کیساتھ کسقدر اخلاص اور محبت کے تھے کیونکہ آخر بیویوں کا حق تو مساوی تھا۔ پس ایسی حالت میں جناب خاتم النبیین اپنی لڑکی کے گھر میں چلے جاتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

بقایا دار توجہ فرماویں

جن صاحبوں نے ۱۹۱۱ء کا چندہ سالانہ بلکہ ۱۹۰۹ء و ۱۹۱۰ء کا ادا نہیں فرمایا۔ وہ بڑے مہربانی جلد ادا کردیں۔ ورنہ جو صاحب چندہ پیشگی دے چکے ہیں انکی حق تلفی ہوتی ہے۔ اور کارخانہ کے کام میں حرج ہوتا

گرونانک صاحبؒ تناسخ کی قائل ہرگز نہ تھی

اگرچہ دیگر بیسیوں شہادتوں سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہی۔ کہ گرونانک جی مہاراج خدا کے برگزیدہ بزرگ یعنی مسلمان تھی۔ مگر اب جو گرنتھ صاحب کا مطالعہ کیا گیا۔ تو انکے اسلام پر اور بیسیوں نئی شہادتیں پیدا ہو گئیں ہیں۔ ان سب کا ذکر کرنا تو ایک الگ رسالہ میں ہوگا۔ مگر کسی قدر یہاں لکھدینا ضروری ہے۔ تاکہ بعض معزز سکھہ صاحبان گرونانک دیو جی مہاراج کے اصل دہرم سے آگاہی حاصل کریں۔

اس میں کچھ شک نہیں ہی۔ کہ اہل ہنود اور اہل اسلام میں عام طور سے تناسخ یا آواگون کا ایسا مسئلہ ہے۔ جو دونوں کے درمیان حد فاصل یا مابہ الامتیاز کا حکم رکھتا ہی اسی بنا پر اکثر اہل ہنود اور بعض سکھہ صاحبان صرف اسی خیال سے کہ گرونانک علیہ الرحمۃ کا تعلق اور اعتقاد اسلام کیساتھہ ثابت نہو جائی۔ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ گرونانک علیہ الرحمۃ تناسخ کے قائل تھی گویا وہ مسلمان نہیں تھی مگر اب ہم انشاء اللہ بحوالجات گرنتھ صاحب ثابت کرینگے (بفضلہ) کہ آپ ہرگز تناسخ کے قائل نہ تھی۔ بلکہ تناسخ کی تردید انہوں نے صدہا شبدوں سے کی ہی جس سی کسی اہل نظر کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ اور وہ حوالجات حسب ذیل ہیں۔

(235) ਜਾ ਤੁਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਪੜਹਿ ਕਤੇਬਾ ਮੁਲਾ ਸੇਖ ਕਹਾਵਹਿ ॥
ਜਾ ਤੁਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਹੋਵਹਿ ਰਾਜੇ ਰਸ ਕਸ ਬਹੁਤੁ ਕਮਾਵਹਿ
(237) ਜੇਵਡੁ ਸਾਹਿਬੁ ਤੇਵਡ ਦਾਤੀ ਦੇ ਦੇ ਕਰੇ ਰਜਾਈ ॥
ਨਾਨਕ ਨਦਰਿ ਕਰੇ ਜਿਸੁ ਉਪਰਿ ਸਚਿ ਨਾਮਿ ਵਡਿਆਈ
(149) ਆਪੇ ਦਾਤਿ ਕਰੇ ਦਾਤਾਰੁ ਪੂਰੇ ਸਤਿਗੁਰ ਸਿਉ ਲਗੈ ਪਿਆਰੁ
ਕੇਤੇ ਲੈ ਲੈ ਮੁਕਰੁ ਪਾਹਿ ॥ ਜੋਗਾ ਜੁਗੰਤਰਿ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ
ਕੇਤੇ ਖਪਿ ਤੁਟਹਿ ਵੇਕਾਰ ॥ ਕੇਤੇ ਲੈ ਲੈ ਮੁਕਰੁ ਪਾਹਿ ॥
ਕੇਤੇ ਮੂਰਖ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ ਕੇਤਿਆ ਦੂਖ ਭੂਖ ਸਦ ਮਾਰ
ਏਹਿ ਭਿ ਦਾਤਿ ਤੇਰੀ ਦਾਤਾਰ ॥ ਬੰਦਿ ਖਲਾਸੀ ਭਾਣੈ ਹੋਇ
ਹੋਰੁ ਆਖਿ ਨ ਸਕੈ ਕੋਇ ॥ ਬਹੁਤਾ ਕਰਮੁ ਲਿਖਿਆ ਨਾ ਜਾਇ
ਵਡਾ ਦਾਤਾ ਤਿਲੁ
ਨ ਤਮਾਇ ॥

(ਜਪੁ)

تناسخ کا رد گرنتھ صاحب سے

جاں تدھ بھاوی تاں پڑھنہ کتیباں ملاں شیخ کہاوینہ (صفحہ ۳۵)
۱۹۸ جاں تدھ بھاوی تاں ہوونہ راجے رنکس بہت کماوینہ (وار ماجھ کی تہا سلوک محلہ ۱)
۲۰۱ جیوڈ صاحب تیوڈ داتی دے دے کرے رجائی نانک ندر کرے جس اپر سچ نام وڈیائی (ص ۱۳۷)
۱۴۹ آپے دات کرے داتار ٭ پورے ست گر سوں لگے پیار (راگ گوڑی محلہ ۳ چوپدے گوڑی گواریری محلہ ۳)
نانک نظریں کرمیں دات۔ بہتا کرم لکھیانہ جائے ٭ وڈا داتا تل نہ تمائے

جپ جی صاحب صفحہ ۵:
کیتے لے لے مکر پانہہ ٭ کیتے مورکھ کھائیں کہانہہ
کیتیاں دوکھ بھوکھ سد مار ٭ ایہہ بھی دات تیری داتار
بند خلاصی بھانے ہوئے ٭ ہور آکھ نہ سکے کوئے
دیندا دی لیندی تھک پانہہ ٭ جگا جگنتر کھاہی کھانہہ
جو فرمائے تو تو پانہہ ٭

عام دستور بھی ہی تجہیز و تکفین کی فکر میں ہو کر اور جناب شیخین کو اس سے زیادہ اہم امر میں تقاضا وقت و حالات کے ماتحت مصروف ہونا پڑا وہ تجہیز و تکفین سی غافل یا بے پرواہ نہ تھی یہ کام انہوں نے انہی کے سپرد کردیا۔ جو اس کے اہل اور عام دستور کے مطابق ذمہ وار

(۳) جناب فاروقؓ احراق خانہ بتول کے لئے ہرگز تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ انکی طاقت ایسی زبردست تھی آپ اگر یہ بات تسلیم کرینگے۔ تو جناب علیؓ کی شجاعت اور تلوار پر حرف آئیگا۔

کیا اسوقت باغیرت مسلمان صحابی موجود نہ تھی معاذ اللہ آپ انکو بزدل خیال کرتے ہیں جو مومن کی شان سی بعید ہے اگر آپ یہ مانیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر بھی اعتراض ہوگا۔

عرد ات میں خدا تعالی کا نہم بنیان مرصوص فرماچکا ہی کبھی تنہا چھوڑ کر حضرات شیخین نہیں گئے اس بات کا خصم کے پاس کیا ثبوت ہی ان لوگوں کا بعد از رسالتمآب خلیفہ مقرر ہونا ان کے اعلیٰ درجہ کے ایمان اور صالح الایمان ہونیکا ثبوت ہی۔

کیونکہ خدا نے فرمادیا۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ط

اب تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہی کہ شیخین کی خلافت میں خوف کے بعد امن ہوا۔ اور دین میں تمکین ہوئی۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ مومن اور صالح اعمال تھی۔ پس اس آیت سے تمام الزامات کا دفعیہ ہوسکتا ہی

پھر یہ امر بھی قابل غور ہی۔ کہ مرض الموت میں جناب رسالتمآب نے بلا کسی مجبوری کے حضرت عائیشہ صدیقہ کے ہاں رہنا پسند فرمایا۔ جس سی معلوم ہو سکتا ہے کہ جناب عائیشہ اور اس کے والد بزرگوار حضرت ابوبکرؓ کے تعلقات آنحضرت صلعم کیساتھہ کسقدر اخلاص اور محبت کے تھی کیونکہ آخر بیویوں کا حق تو مساوی تہا۔ پس ایسی حالت میں جناب خاتم النبیین اپنی لڑکی کے گھر میں چلے جاتے۔ مگر آپنے ایسا نہیں کیا۔

بقایا دار توجہ فرمادیں

جن صاحبوں نے ۱۹۱۱ء کا چندہ سالانہ بلکہ ۱۹۰۹ء و ۱۹۱۰ء کا تا حال ادا نہیں فرمایا۔ وہ بڑے مہربانی جلد ادا کردیں۔ ورنہ جو صاحبان چندہ پیشگی دی چکے ہیں انکی حق تلفی ہوتی ہی۔ اور کارخانہ کے کام میں حرج [illegible]

ترجمہ (اے پروردگار) جب تیری ہی مرضی ہوتی ہے - تو لوگ بڑی بڑی کتابوں کو پڑھکر مولوی اور عالم فاضل وودوان بنجایا کرتے ہیں - اور اپنے تئیں ملاں اور شیخ کہلاتے ہیں اور تیرا ہی اذن ہوتا ہے تو راجے مہاراجے بنجاتے ہیں - اور دولت کما لیتے ہیں یعنی علم و فضل سے سرفراز ہونا اور حکومت جاہ و جلال اور دولت کا حاصل کر لینا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ کوئی اپنے سابقہ جنم کے اعمال کا استحقاق رکھتا ہے - کہ وہ ضرور ہی دولت مند اور راجہ بنجاوے بلکہ یہ سب عطیات مالک حقیقی کے قبضۂ اقتدار اور رضا پر منحصر ہیں اسکے حضور کسی کو استحقاق (دم مارنیکی گنجایش نہیں ہے) جب جب وہ بزرگ قادر کرتار چاہتا ہے - اپنے بندوں کو عطیات اور انعام و اکرام بار بار دیکر انہیں سیر کر دیتا ہے - اے نانک جس بندے پر وہ آپ نظر عنایت کرتا ہے - اسکو حقیقی بزرگی اور کمال سے سیراب کر دیتا ہے (یعنی جس پر اسکی پر از لطف و کرم نظر عنایت ہو - اسکو باران رحمت سے سیراب کر دیتا ہے اور جس پر نظر عنایت نہو وہ مفلس اور کنگال اور دوسروں کا محتاج رہتا ہے) اس پاک پروردگار سے جو اس کے بندوں کی محبت ہوتی ہے - وہ اسلیئے ہوتی ہے - کہ بغیر کسی کے استحقاق ادائیگی یا مزدوری کے خود ہی داتا لوگوں پر انعام و اکرام اور احسان بیکران کرتا رہتا ہے اور اسکو یہ انعام مزدوری یا اجرت کے طور پر نہیں عطا ہوتے ہیں - اے نانک وہ نظر عنایت و مہربانی سے ہی کرم و بخشش کرتا ہے یعنی اسکی عنایات بیغایات جو انسانوں پر ہیں - اسکی صفت رحمانیت کے ظہور کا نتیجہ ہیں اور انسانوں کے سابقہ جنم کے اعمال کی مزدوری اور اجرت کیطور پر نہیں ہیں - اسکی بخشش کثیر لکھی نہیں جا سکتی وہ بڑا سخی ہے اسکو ایک تِل کے برابر طمع نہیں ہے (خداوند عالم کا جود و کرم اسقدر کثیر ہے کہ احاطۂ تحریر اور تقریر سے خارج ہے یہ جود و کرم انسان کے محدود اعمال کا نتیجہ اور مزدوری نہیں) بہت سے انسان ایسے ہیں کہ باوجودیکہ پرمیشر کا ابر جود و کرم ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے مگر کافر نعمت ہو کر اسکا شکر و سپاس ادا نہیں کرتے (شکر و سپاس نہ کرنے اور کافر نعمت بننے سے تناسخ کا خوب ہی کھنڈن ہوتا ہے ... ہند دیا آریہ جو گزشتہ جنم کے اعمال کا پھل اور نتیجہ ... حاصل کرتا ہے اسے کیا حاجت پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنی مزدوری اور تنخواہ کا شکریہ ادا کرے جس کیخاطر ... محنت گزشتہ جنم میں اٹھائی تھی (لاحول ولا قوۃ) ... انسان علم و ہنر سے نادان اور جاہل مطلق ہوتے ہیں - مگر وہ بھی شب و روز اسکے خوان یغما پر بڑی آسودگی سے پرورش پاتے ہیں - اور بہت سے ایسے لوگ بھی خدا کی مخلوق میں موجود ہیں کہ باوجود علم و ہنر کے (رنج و بھوک کے عذاب میں مبتلا ہو کر نان شبینہ کے بھی محتاج رہتے ہیں مگر پھر بھی جو کچھ صحت عمر اور تھوڑا بہت جو جو عطیہ انپر ہو رہا ہے - اے قادر کردگار یہ بھی تیری ہی عطیے ہیں اگر تو یہ بھی دات انپر نہ کرتا - تو کون تجھپر اعتراض کر سکتا تھا - یعنی کوئی بھی اسکے فضل و احسان سے خالی نہیں ہے - بند و خلاص تنگی و ترشی آسودگی امارت و غربت سب کچھ حکم الٰہی پر مبنی ہے کسی غیر کو اسکی مشیت میں مطلق دخل نہیں ہے جس طرح وہ چاہتا ہے - کرتا ہے - کسی کو اسکے حضور دم مارنیکی طاقت اور حوصلہ نہیں ہے اور نہ کوئی کلمہ شکایت کا منہ پر لا سکتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا - بلکہ یوں ہونا چاہیئے - وہ داتا تو ہمیشہ دیتا ہی رہتا ہے - مگر لینے والے خود تھک اور اکتا جاتے ہیں کل جہان ہمیشہ اس کے دستر خوان پر کھاتا رہتا ہے - وہاں کوئی کمی نہیں ہے -

یہ ان شبدوں اور اشاروں میں سے بطور نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین کئے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ اس امر کے قائل تھے کہ خدا تعالیٰ بغیر اعمال جنم سابقہ کے لوگوں پر اسقدر انعام و اکرام کرتا رہتا ہے کہ حد و شمار سے یہ انعام باہر ہیں - لوگوں کے اعمال تو محدود ہی ہوتے ہیں مگر گرو نانک صاحب فرماتے ہیں - کہ خدا کی بخششوں کو کوئی بھی گن نہیں سکتا - کہ بند و خلاص یعنی کسی کو گدا گر بنا دینا کسی کی روزی فراخ کر کے اُسے دولت مند اور بادشاہ بنا دینا اسی مالک حقیقی اور قادر داتا کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور کسی کو اسکی مشیت میں دخل اندازی جائز نہیں کیونکہ وہ مالک ہے - اسلیئے وہ کامل سخی ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی حکمت اور علم کامل کو مد نظر رکھکر لوگوں پر نظر عنایت کرتا اور انہیں اپنے احسان بیکران سے مالا مال کرتا رہتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ قادر کرتار کی بخشش اسکی مخلوق پر اسقدر ہو رہی ہے کہ وہ لکھنے میں آ نہیں سکتی -

مگر آریوں اور ہندوؤں کے تناسخ کے سابقہ جنم یا موجودہ جنم کے اعمال تو احاطۂ تحریر میں آ سکتے ہیں اسلیئے گرو صاحب کا فرمانا کہ خدا کی رحمتیں اور عنایتیں اسقدر لا تعد و لا تحصےٰ یعنی بیحد و حساب ہیں کہ انکا شمار کرنا انسانی علم و فکر سے خارج ہے قابل غور ہے کہ سابقہ یا موجودہ جنم کے اعمال بلکہ خیالات بھی لکھے جا سکتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ دنیا خدا کی مہربانیوں اور لطف و کرم کو لے کر تھک جاتی ہے ... مگر مزدور اور تنخواہ پانیوالا منش اپنے سابقہ جنم کی محنتوں اور کوششوں اور جانکاہیوں کا معاوضہ کیوں لے کر تھک سکتا ہے قصہ کوتاہ ایسے صدہا شبد ہیں جن سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ تناسخ کے ہرگز قایل نہ تھے بلکہ وہ مسلمانوں کی طرح تناسخ کے منکر اور خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ سمجھتے تھے - ..

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

جناب امیر کا ایک تازہ ارشاد نامہ

سوال - غیر احمدی خواہ کوئی کیوں نہو - اسکے پیچھے نماز جائز نہیں - میں نہایت ادب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں - کہ یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو کس حکم قرآنی یا حدیث نبوی کے مطابق یہ حکم دیا گیا ہے -

جواب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مکرمت نامہ ۳ - جون سنہ ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا - آج ۱۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ء میرے سامنے ہے - اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ کسقدر علیل ہوں ۱۸ - نومبر سنہ ۱۹۱۰ء کو گھوڑی سے گرا - اور بیماری کا سلسلہ برابر چلتا ہے ایک زخم ناسور کا رنگ پکڑ گیا ہے - غالباً نماز بیٹھکر پڑھتا ہوں -

ایک وزیر کے اور پھر وزیر اعظم کے آپ فرزند ہو عقلمند ہو - قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - من اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیہا اسمہٗ و سعیٰ فی خرابہا اولٰئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین ط اس آیت کریمہ پر آپ توجہ کریں - اس میں ارشاد ہے کہ مساجد میں خائف ہو کر حاضر ہونا چاہیئے - مگر ان علماء کا ایسا حال ہے کہ مسجد کو ان لوگوں نے جنگ گاہ بنایا - اور وہاں فتاویٰ کفر کے سوا ان کے پاس کیا رکھا ہے مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں اور بس یہ انکا ہمارے ساتھ نہیں علی العموم ان کے آپس میں ایسے ہی سلوک ہیں جن دنوں میں لودھیانہ میں تھا - ان دنوں . . . . شہر میں نہیں آ سکتے تھے - مجھے بھی رات کو باہر کوٹھی پر ملے - اور ایک مولوی صاحب تھے - جنکو لودھیانہ میں تین بھائیوں - - - - - - - - - - - اور ایک کا نام . . . . یاد نہیں ان تینوں نے تنگ کیا اسکی کتابیں لے لیں - آخر ایک بزرگ نے . . . . . . انکو سرکاروں میں ملازم کر کے ایک پہاڑی چوکی پر بھیجدیا - ایک نو مسلم غلام احمد بیچارہ لودھیانہ میں چلا گیا - اسکو کیسی تکلیف دی - ایک لڑکا . . . . . وہاں سے

ترجمہ (اے پروردگار) جب تیری ہی مرضی ہوتی ہے۔ تو لوگ بڑی بڑی کتابوں کو پڑھکر مولوی اور عالم فاضل و دانا بنجایا کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں ملاں اور شیخ کہلاتے ہیں اور تیرا ہی اذن ہوتا ہے تو راجے مہاراجے بنجاتے ہیں۔ اور دولت کما لیتے ہیں یعنی علم و فضل سے سرفراز ہونا اور حکومت جاہ و جلال اور دولت کا حاصل کرلینا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ کوئی اپنے سابقہ جنم کے اعمال کا استحقاق رکھتا ہے۔ کہ وہ ضرور ہی دولتمند اور راجہ بنجاوے بلکہ یہ سب عطیات مالک حقیقی کے قبضۂ اقتدار اور رضا پر منحصر ہیں اسکے حضور کسی کو استحقاق دم مارنیکی گنجایش نہیں ہے جب جب وہ بزرگ قادر کرتار چاہتا ہے۔ اپنے بندوں کو عطیات اور انعام و اکرام بار بار دیکر انہیں سیر کر دیتا ہے۔ اے نانک جس بندے پر وہ آپ نظر عنایت کرتا ہے۔ اسکو حقیقی بزرگی اور کمال سے سیراب کر دیتا ہے (یعنی جس پر اسکی پر از لطف و کرم نظر عنایت ہو۔ اسکو باران رحمت سے سیراب کر دیتا ہے اور جس پر نظر عنایت نہو وہ مفلس اور کنگال اور دوسروں کا محتاج رہتا ہے) اس پاک پروردگار سے جو اس کے بندوں کی محبت ہوتی ہے۔ وہ اسلئے ہوتی ہے کہ بغیر کسی کے استحقاق اور اجرت یا مزدوری کے خود ہی داتا لوگوں پر انعام و اکرام اور احسان پر احسان کرتا رہتا ہے۔ اور اسکو یہ انعام مزدوری یا اجرت کے طور پر نہیں عطا ہوتے ہیں۔ اے نانک وہ نظر عنایت و مہربانی سے ہی کرم کی بخشش کرتا ہے یعنی اسکی عنایات بیغایات جو انسانوں پر ہیں۔ اسکی صفت رحمانیت کے ظہور کا نتیجہ ہیں اور انکے سابقہ جنم کے اعمال کی مزدوری اور اجرت کیطور پر نہیں ہیں۔ اسکی بخشش کیفیر لکھی نہیں جا سکتی وہ بڑا سخی ہے اسکو ایک تل کے برابر طمع نہیں ہے (خدائے عالم کا جود و کرم اسقدر کثیر ہے کہ احاطۂ تحریر اور تقریر سے خارج ہے یعنی یہ جود و کرم انسان کے محدود اعمال کا نتیجہ اور مزدوری نہیں) بہت سے انسان ایسے ہیں کہ باوجودیکہ پرمیشر کا انپر جود و کرم ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے مگر کافر نعمت ہو کر خدا کا شکر و سپاس ادا نہیں کرتے (شکر و سپاس نہ کرنے اور کافر نعمت بننے سے تناسخ کا خوب ہی کھنڈن ہوتا ہے کیونکہ ہندو یا آریہ جو گذشتہ جنم کے اعمال کا پھل اور نتیجہ استحقاقاً حاصل کرتا ہے اسکو کیا حاجت پڑی ہے کہ خواہ نخواہ اپنی مزدوری اور تنخواہ کا شکریہ ادا کرے جسکی خاطر اسنے جانکاہ محنت گذشتہ جنم میں اٹھائی تھی (و لا حول ولا قوۃ) بہت سے انسان علم و ہنر سے نادان اور جاہل مطلق ہوتے ہیں۔ مگر وہ بھی شب و روز اسکے خوان یغما پر بڑی آسودگی سے پرورش پاتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے لوگ بھی خدا کی مخلوق میں موجود ہیں کہ باوجود علم و ہنر کے رنج و بھوک کے عذاب میں مبتلا ہو کر نان شبینہ کے بھی محتاج ہوتے ہیں مگر پھر بھی جو کچھ صحت عمر اور تھوڑا بہت جو عطیہ انپر ہو رہا ہے۔ اے قادر کردگار یہ بھی تیری ہی عطیے ہیں اگر تو یہ بھی دات انپر نہ کرتا۔ تو کون تجھپر اعتراض کر سکتا تھا۔ یعنی کوئی بھی اسکے فضل و احسان سے خالی نہیں ہے۔ بندہ خلاص تنگی و ترشی آسودگی امارت و غربت سب کچھ حکم الہی پر مبنی ہے کسی غیر کو اسکی مشیت میں مطلق دخل نہیں ہے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ کسی کو اسکے حضور دم مارنیکی قدرت اور حوصلہ نہیں ہے اور نہ کوئی کلمہ شکایت کا منہ پر لا سکتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ بلکہ یوں ہونا چاہیئے۔ وہ داتا تو ہمیشہ دیتا ہی رہتا ہے۔ مگر لینے والے خود تھک اور اکتا جاتے ہیں کل جہان ہمیشہ اس کے دستر خوان پر کھاتا رہتا ہے۔ وہاں کوئی کمی نہیں ہے۔

یہ ان شبدوں اور اشاروں میں سے بطور نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین کئے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ اس امر کے قایل تھے کہ خدا تعالیٰ بغیر اعمال جنم سابقہ کے لوگوں پر اسقدر انعام و اکرام کرتا رہتا ہے کہ وہ شمار سے بھی باہر ہیں۔ لوگوں کے اعمال تو محدود ہی ہوتے ہیں لیکن گرو نانک صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کی بخششوں کو کوئی بھی گن نہیں سکتا۔ کہ بندہ خلاص یعنی کسی کو گدا گر بنانا کسی کی روزی فراخ کرکے اسے دولتمند اور بادشاہ بنا دینا اسی مالک حقیقی اور قادر داتا کے قبضہ قدرت میں ہیں اور کسی کو اسکی مشیت میں دخل انداز ہی جائز نہیں کیونکہ وہ مالک ہے۔ اسلئے وہ کل بخشی ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی حکمت اور علم کامل کو مدنظر رکھکر لوگوں پر نظر عنایت کرتا اور انہیں اپنی احسان پر احسان سے مالا مال کرتا رہتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ قادر کرتار کی بخشش اپنی مخلوق پر اسقدر ہو رہی ہے کہ وہ لکھنے میں آ نہیں سکتی۔

مگر آریوں اور ہندوؤں کے تناسخ کے سابقہ جنم یا موجودہ جنم کے اعمال تو احاطۂ تحریر میں آ سکتے ہیں اسلئے گرو صاحب کا فرمانا کہ خدا کی رحمتیں اور عنایتیں اسقدر لاتعد و لاتحصے یعنی بیحد و حساب ہیں کہ انکا شمار کرنا انسانی طاقت سے خارج ہے (یہ دلیل ہے کہ سابقہ یا موجودہ جنم کے اعمال بیکنیات بھی لکھے جا سکتے ہیں) پھر فرماتے ہیں کہ دنیا خدا کی مہربانیوں اور لطف و کرم کو دیکھنے سے تھک جاتی ہے۔ . . . مگر مزدور اور تنخواہ پانیوالا منش اپنی سابقہ جنم کی محنتوں اور کوششوں اور جانکاہیوں کو یاد کرکے کیوں نے کر تھک سکتا ہے قصہ کوتاہ ایسے صدہا شبد ہیں جن سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ تناسخ کے ہرگز قایل نہ تھے بلکہ وہ مسلمانوں کی طرح تناسخ کے منکر اور خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ سمجھتے تھے۔ . . .

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب امیر کا ایک تازہ ارشاد نامہ

سوال۔ غیر احمدی خواہ کوئی کیوں نہو۔ اسکے پیچھے نماز جائز نہیں۔ میں نہایت ادب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو کس حکم قرآنی یا حدیث نبوی کے مطابق یہ حکم دیا گیا ہے۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کرمت نامہ ۳۔ جون ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا۔ آج ۱۵۔ جولائی ۱۹۱۱ء کو میرے سامنے ہے۔ اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ کس قدر علیل ہوں ۱۸۔ نومبر کو گھوڑی سے گرا۔ اور بیماری کا سلسلہ برابر چلتا ہے ایک زخم ناسور کا رنگ پکڑ گیا ہے۔ غالباً غمانہ جھگڑ پڑتا ہوں۔

ایک وزیر کے اور پھر وزیر اعظم کے آپ فرزند ہو عقلمند ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین اس آیت کریمہ پر آپ توجہ کریں۔ اس میں ارشاد ہے کہ مساجد میں خائف ہو کر حاضر ہونا چاہیئے۔ مگر ان علماء کا ایسا حال ہے کہ مسجد کو ان لوگوں نے جنگ گاہ بنایا۔ اور وہاں فتاوی کفر کے سوا ان کے پاس کیا رکھا ہے مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں اور بس یہ اکابر ہمارے ساتھ نہیں علی العموم ان کے آپس میں ایسے ہی سلوک ہیں جن دنوں میں لودھیانہ میں تھا۔ ان دنوں . . . . . . شہر میں نہیں آ سکتے تھے مجھے بھی رات کو باہر کوٹھی پر سے۔ اور ایک مولوی صاحب تھے۔ جنکو لودھیانہ میں تین بھائیوں . . . . . . اور ایک کا نام . . . . یاد نہیں ان تینوں نے تنگ کیا اسکی کتابیں لے لیں۔ آخر ایک بزرگ نے . . . . . . انکو ہرکاروں میں ملازم کرکے ایک پہاڑی چوکی پر بھیجدیا۔ ایک نو مسلم غلام احمد بیچارہ لودھیانہ میں چلا گیا۔ اسکو کیسی تکلیف دی۔ ایک لڑکا . . . . وہاں سے

بھاگ کر یہاں آیا۔ تو پولیس میں احمدیوں کو ذلیل کیا
(. . . . . .) نے ہم سے بدلہ لیا کیونکہ میں ہی انکی
آمد رفت شہر میں کرادی تھی اپنا کفر بھول گئے ہمیں زہر دینا ہماری
عورتوں کو چھین لینا تو انکے فتاوی ہیں۔ مگر ہماری دو مخلص
انکی مہربانی سے قتل ہو چکے ہیں۔ علیگڈھ کے سکرٹری نواب
صاحب نے اس امر کو خوب سمجھا۔ اور احمدی لڑکوں کے لیئے
ایک کمرہ نماز کیواسطے الگ کرادیا۔ آپ ذرہ عاقبت اندیش
دل سے مشورہ لیں کہ ہم نے کیسا امن کا راہ اختیار کیا ہے
گورنمنٹ انگریزی کثرت کا لحاظ کرتی ہے اور ہم ہیں کم آپ
فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء
پر بھی توجہ فرمادیں کہ یہود و نصاریٰ کے باہم تباغض کی
جڑھ اس آیت کریمہ میں کیا ارشاد فرمائی ہے۔

آپ مجھ سے وہ آیت و حدیث دریافت فرماتے ہیں۔ جنکی
بنا پر ہم لوگ انکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ مجھے اس دریافت
پر خوشی ہوئی وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا
وکانوا بآیاتنا یوقنون۔ امام بننے کے لیئے اس آیت
کریمہ میں ارشاد ہے کہ ائمہ وہ ہیں۔ جو ہمارے حکم کے مطابق
ہدایت فرماتے ہیں۔ جب کہ وہ صبر کرتے ہیں۔ اور ہماری باتوں
پر یقین کرتے ہیں۔ آپ غور فرمادیں۔ کہ ایک آیت کے
اندر تین شرطیں ہیں۔ کیا آپ فرماسکتے ہیں کہ یہ فتوی گر
قاتل کافر کہنے والے زہر دینے والے عورتیں چھیننے والے
ان شرایط کے جامع ہیں۔ یہ انصاف آپ پر ہے اور حدیث
شریف میں آیا ہے من قال لاخیہ المسلم یا کافر
فقد باء بہ احدھما ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ
مانتے ہیں۔ ملائکہ۔ انبیاء و رسل۔ کتب الٰہیہ پر ایمان رکھتے ہیں نمازیں پڑھتے
زکوتیں دیتے حج کرتے روزہ رکھتے ہیں اور یہ ہمارا ایمان ہے
پھر جو ہمیں کافر کہتا ہے اور کافر سے بدتر ہم سے معاملہ
کرتا ہے۔ وہ اس حدیث کے مطابق اپنے آپکو کیا فتوی
دیتا ہے۔ ہم فتوے نہیں دیتے۔ قرآن کریم نے دو شخصوں کو
بڑا ظالم ٹھہرایا ہے ایک وہ جو اللہ تعالے پر افترا باندھے
دوسرا وہ جو راستباز کو اور اسکی حق تعلیم کا انکار کرے قرآن
مجید میں ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او کذب بالحق
لما جاءہ۔ اب ظالم تر یا مرزا ہے یا یہ مکفرین۔ مرزا کو تو ہم
مفتری نہیں مان سکتے۔ اب انکو کیا کہیں۔ یہ مضمون کسی قدر
مفصل لکھنے کے قابل ہے۔ اور ہماری اجازت نہیں دیتی
اگر مفید نہ ہوا۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ پھر عرض کرونگا۔

(نور الدین) ۱۷ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

قطعہ نغمۂ اویس

عالم میں جو مخلوق ہیں کیا انس کیا جنّ و پری
سب نام سے اللہ کے پاتے ہیں عیش و خوشتری
بندے جو ہیں اللہ کے کہتے ہیں تاج و افسری
ہاں خانہ زاد انکی ہوئی ہر مہتری و بہتری

انسان جو انسان ہے رکھتا ہے شان مہتری
اسکے جمال و حسن کے عشاق ہیں حور و پری
کیونکر فدا اسپر نہو ہر خوبی و خوش منظری
اللہ نے بخشا اُسے تاج شہی و سروری

جو حق کا پیارا ہو گیا آنکھوں کا تارا ہو گیا
مخلوق کیا جانے بھلا قرب خدا کی برتری
اسکی نرالی شان ہے وہ منظرِ رحمان ہے
وہ مصدرِ فیضان ہے باشان بندہ پروری

سر سے قدم تک اس میں ہے شان خدا جلوہ گر
اسکے قدم کی خاک ہے حسن بتانِ آذری
عقل و خرد فہم و ذکا ہو دے نہ جبتک رسا
پاوے کب اسکا مرتبہ انسان کی دانشوری

وہ سروِ گلِ اندام ہے گلرو ہے اور گلفام ہے
نخل تمنا کی سدا اسکی رہیں شاخیں ہری
جو اسکی خاکپا ہوا مقصود کو وہ پا گیا
اکسیر اس نے مول لی دی تودۂ خاکستری

جس پر خدا ہو مہرباں کیوں اسمیں جان نہ جاں و دل
وہ خوبرو ہے دہر رشک حور ہے رشک پری
وہ نورِ ایمان و یقین ہے نورِ جان و نورِ دین
مشتری ہے انگھڑی ہر روز روئے بہتری

احمد کا منظورِ نظر محمود کا نورِ بصر
پیارا محمد کا ہے وہ رکھتا ہے شان دلبری
احمد کا دشمن جو ہوا مغضوب حق لاریب ہے
دشمن جو نور الدین کا ہو ہے نورِ دین اس سے بری

جو دشمن احمد ہوا وہ موت لعنت کی مرا
اسکو نہ ہوگی تا ابد قہرِ خدا سے جاں بری
دشمن ہے اسکا آسماں بیزار ہے اس سے زمین
دکھلا گئی ہیں زلزلے اپریل و ماہ فروری

طاعون و قحط زلزلے سارے نشان قہر ہیں
مقبول اسکے خصم ہیں ہے دوستوں کو خوشتری

توبہ کرو اللہ سے آجاؤ راہ راست پہ
ہو جاؤ اسکی خاکپا جو چاہتے ہو بہتری
اسپر فدا ہونگے وہ دل جو حق سے ہونگے مشتعل
جو ڈرتے ہیں اللہ سے رکھتے ہیں دل میں بہتری

روتا ہے جب مردِ خدا کرتا ہے جب آہ و بکا
آتے ہیں ہر سو زلزلے پڑتی ہے عالم میں مری
تقوی کی رہ پر جو چلے اللہ سے ہر دم ڈرے
فرمان حق پر سر دھرے الزام سے وہ ہے بری

شوخی شرارت چھوڑ دو اسلام کے اے پر مرد
اپنی بناؤ نیک خو ظاہر کرو نیک اختری
عابد بنو اللہ کے بندے نہ مال و جاہ کے
ہمدرد ہو مخلوق کے پاؤ گے حق سے برتری

پندِ اویس اے مہرباں ہاں بشنوید از گوش جاں
یہ راست ہے میرا بیاں سمجھو نہ اسکو سرسری

(صوفی تصور حسین)

میرا سید و مولیٰ جو مسیح موعود کے نام سے آیا۔

فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اپنا تو یہ عقیدہ ہے کہ اس ورا الوراء غیب الغیب ہمہ قدرت ہمہ علم ہستی کو کسی نے دیکھنا
ہو تو سید الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمد سردار اصفیا علیہ التحیۃ والثنا
میں دیکھے۔ اور اگر کسی کو اس خاتم فص رسالت کی زیارت کرنیکا
شوق ہو تو پھر جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود مہدی مسعود
ہی کی ذات ستودہ صفات اسکے لیئے آئینہ ہو سکتی ہے میرے
مرشد کے وجود با جود ذات والا صفات میں مندرجہ ذیل دس
خصوصیتیں تھیں جن سے وہ اقران و اماثل سے ممتاز اور لیس کمثلہ
کی ذات سے ایک خاص الخاص برگزیدگی کا تعلق رکھنے والا
ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ آپنے بار بار اثبات کا علی رؤس الاشہاد بڑی تحدی
و دعویٰ کیساتھ اعلان کیا۔ کہ میرے مقابلہ میں کسی کی دعا قبول
نہوگی۔ یہانتک کہ اگر مخالف دعا کرتا کرتا مر بھی جائے۔ تو بھی اسکا
مقصد حاصل نہوگا۔ جو میری ذلت کا خواہاں ہوگا۔ وہ خود ہی
ذلیل اور جو میری ناکامی کا جویاں ہوگا وہ خود ہی ناکام رہیگا
اور جو میری ہلاکت کا طلبگار ہوگا۔ وہ خود ہلاک ہو جائیگا۔ مثال
کے لیئے لیکھرام۔ غلام دستگیر لکھو کے والے چراغدین محمد حسین
یہ چند نام ہی کافی ہیں۔

۲۔ آپنے اس زور شور کی طاعون میں جب کہ خدا کے
غضب کی کھچی ہوئی تلوار لوگوں کے سر پر اور چلیا رہے تھے

رہے اک حضرت تواب کا عالم تہا۔ اعلان کیا کہ (انی احافظ کل من فی الدار) میں طاعون سے محفوظ رہونگا۔ بلکہ میرے دار کے اندر رہنے والے بھی اور اگر کوئی دشمن بھی دعوی کریگا۔ تو وہ ضرور ہلاک ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۳۔ جو مجھ سے ان الفاظ میں مباہلہ کریگا۔ جو گمراہی کے اعتقادات رکھتا ہے۔ وہ پہلے مرجائیگا۔ تو ضرور میرا مخالف پہلے مریگا۔ (فتمنوا الموت ان کنتم صادقین) حقیقۃ الوحی پڑہیں۔ کتنے نادانوں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری اور ناکامی کی موت کا شکار ہوئے۔

۴۔ سو دو سو بیمار قرعہ اندازی کے طور پر تقسیم کردیئے جائیں ایکطرف مسیح موعود ہوں دوسری طرف تمام عالم کے فقرار گدی نشین۔ پھر دیکھیں کس کے بیمار صحتیاب ہوتے ہیں اس مقابلہ پر بھی کوئی نہ آیا۔ اور آپکا دعوی مسیحائی سچا نکلا۔

۵۔ آپنے قرآن مجید کے اعجاز کے ماتحت یہ دعوی کیا کہ میری کتابوں کی مثل کتاب لاؤ۔ تمام دنیا کے علماء و فضلاء کو الہامی دعووں کیساتھ چیلنج دیا۔ مگر کسی کو جرأت نہوئی (لو نشاء لقلنا مثل ھذا) کہنے والوں کا منہ بند کرنیکے لئے دس ہزار کے انعام کیساتھ میعادیں مقرر کیں مگر کوئی مرد میدان نہ نکلا۔

۶۔ آپ نے دعوی کیا کہ اس زمانہ میں علم قرآن جو مجھے دیا گیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور جو حقایق و معارف مجہپر کہلے ہیں وہ کسی پر نہیں کہولے گئے۔ اس شک پر آپ کئی دفعہ زر خالص ثابت ہوئے۔ اور لا یمسہ الا المطہرون کے رد سے نادان انسان کے منہ پر شکست کا پوڈر پھیرا۔ جلسہ مذاہب میں آپکی تقریر بالا رہی اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی۔

۷۔ آپ پر قبل از وقوع جبکہ حالات و قیاسات سے کوئی اندازہ نہیں لگاسکتا۔ کئی اخبار غیب کھلے۔ حقیقۃ الوحی میں دو سوسے زیادہ نشانوں کا ذکر ہے۔ یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی جن حالات میں کیگئی۔ پہر جس طرح باوجود مخالفت شدید پوری ہوئی اسکا تو کوئی عنادی سے عنادی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول کی ماتحت آپ کی رسالت قائم کی اور بتایا کہ آپ خدا کے دوست ہیں کیونکہ راز کی باتیں خاص الخاص احباب سے ہی ہوا کرتی ہیں

۸۔ آپ کی تعلیم آپ کی صحبت آپ کی قوت قدسی یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ ثبوت کی محتاج ہو۔ "عیاں را چہ بیاں" چار لاکھ احمدی موجود ہیں انکا بحیثیت مجموعی تقوی و طہارت، اتباع سنت۔ پاک زندگی اس پر زبردست گواہ ہے۔

۹۔ اپنے مریدوں کو عرفان کے اس چشمہ پر پہونچایا۔ جہاں دیقان کا آب زلال پلایا جاتا ہے۔ وہ خدا پر اسکے رسولوں پر اسکی کتابوں پر اسکے ملائکہ پر سنی سنائی باتوں سے نہیں بلکہ چشم دید ایمان لائے۔ شہداء اللہ علی الارض ٹھہری

۱۰۔ آپ اپنے آنیکا مقصد پورا کرکے اٹھائے گئے۔ مسیح کی زندگی کا پایہ جس پر اسکی خدائی کا مجسمہ قائم تہا۔ توڑ دیا گیا۔ اور ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ جس میں وحدت کی روح اور ان پاک عقاید کی تبلیغ کا ایک غیر معمولی جوش ہے۔ اگر آپ صادق نہوتے تو پہر لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین کی ماتحت قطع وتین ہو جاتی۔ غرض ان دس عدیم النظیر خوبیوں کیساتھ میرا محبوب قصر نبوت میں جلوہ افروز ہے۔ اور میں جھوم جھوم کر پڑھ رہا ہوں۔

ویرینہ سال پیرے بردش بہ یک نگاہے
آندل کہ رم نمودے از خوبرو جوانان

دفتر اخبار بدر سے طلب کرو

مجموعہ در ثمین اردو فارسی مجلد	۹ر	فتاوی احمدیہ	۲ر
سنت احمدیہ	۴ر	معیار الصادقین	۳ر
شہادۃ القرآن	۲ر	الاستخلاف	۳ر
چولہ گرو نانک صاحب	۰ر	مجموعہ فتاوی احمدیہ	عصر
ظہور المسیح	۲ر	ضرورت زمانہ	۸ر
ننانوے چکر	۱ر	کشف الاسرار	۳ر
صحیفہ آصفیہ	۲ر	مباحثہ رامپوری	۴ر
البرہان الصریح	۱ر	شرائط بیعت ۱۲۵ عصر ۵۰	۸ر
فرزند علی بجواب ابراہیم	۲ر	نسری نہ کلنک ورشن	۸ر
قرآن شریف مجلد بہ جلد چرمی		مکتوبات احمدیہ بجائے ۱ر	۴ر
ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب	۱۲ر	رویائے صالحہ	۴ر
احسن القصص	۳ر	مبادی الصرف	۲ر

مفت

مینو اینا لیکچر کفارہ سرکاری درسی کتابوں کے طرز خط اور تقطیع پر ایکہزار چھپوایا ہے تاکہ عیسائی صاحبان کے درمیان مفت تقسیم کیا جاوے عیسائی صاحبان کے بہت سے ایڈریس ہمارے پاس محفوظ ہیں جنکو ہم یہاں سے براہ راست روانہ کردینگے اور کچھ جلدیں مختلف شہروں کے احمدی احباب کو روانہ کی گئی ہیں کہ وہاں کے دیسی عیسائیوں میں تقسیم کردیں۔ انکے علاوہ جو صاحب منگوانا چاہیں۔ عیسائی یا غیر عیسائی کی طرف سے صرف کارڈ آنے پر بذریعہ بک پیکٹ روانہ کیا جاویگا۔

محمد صادق عفی عنہ ایڈیٹر بدر قادیان (گورداسپور)

ضرورت نکاح

ایک احمدی دوست نوجوان عمر ۲۱ سال قوم زمیندار روڑ ابچہ ساکن راجیکی ضلع گجرات جو نہایت ہی صالح خلیق اور شریف آدمی ہیں اور جنکی علاوہ زمینداری آمد کے انیس روپے ماہوار تنخواہ ہے کسی احمدی زمیندار خاندان سے نکاح کرنا چاہتے ہیں جو صاحب پسند فرماویں دفتر بدر میں اطلاع دیں۔

(۲) ہمارے ایک معزز شریف آسودہ حال نوجوان دوست شرعی ضروریات کے سبب دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خط و کتابت معرفت ایڈیٹر اخبار بدر ہوگی۔

(۳) ایک احمدی نوجوان غریب الطبع قوم کا ارائیں ضلع گجرات کا باشندہ ہے عمر ۲۴ سال تنخواہ سترہ روپے ماہوار بوعدہ ایک روپیہ سالانہ ترقی مستقل سرکاری ملازم نکاح کا خواہاں ہے۔ اہل حاجت سید غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ حصار سے خط و کتابت کریں

ناطہ کی ضرورت ہمارا ایک بھائی جو خدا کے فضل سے نیک منکسر المزاج دیندار احمدی حاجی عمر ۱۸ سال خواندہ اصل وطن حیکوال ضلع جہلم اسکے لیئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے۔ مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت ہو۔

محمد امین نضل کریم کالج اسٹریٹ نمبر ۹۸ کلکتہ

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید سے نوٹ

پارہ ستائیسواں

رکوع نمبر ۱۴

(سورہ الواقعہ بقیہ رکوع ۱۴)

۸ - جولائی ۱۹۱۱ء

مخضود - کانٹے دور کئے ہوئے - اس میں یہ بتایا کہ جنت کے آرام میں کوئی امر موجب تکلیف نہ ہوگا۔

ظل ممدود - سایہ دوپہر کے وقت گھٹتا جاتا ہے - اس لیئے بعض اوقات درخت کے سایہ میں آرام لینے والے کو دہوپ آجاتی ہے - فرمایا اس کا سایہ بہت پھیلا ہوا ہوگا۔

لا ممنوعة - منع کئی قسم ہے - طاقت نہیں - وسعت نہیں - خود معدہ میں خلل ہو کسی قسم کی روک نہوگی۔

فرش مرفوعة - عالیخاندان بیبیاں - اسپر قرینہ ہے - اگلی آیت۔

عربا اترابا - خاوندوں کی پیاریاں ہم عمر - یعنی خاوندوں کی عمروں کے مناسب حال

(پارہ ۲۷ - رکوع ۲ - سورہ الواقعہ ۱۴)

۹ - جولائی ۱۹۱۱ء

یحموم - سیاہ دہوئیں

کریم - انسان جس سے فائدہ اٹھاتا ہے - اسکی ایک عزت دل میں ہوتی ہے فرمایا اس ظل سے آرام نہ پائیں گے۔

مترفین - آرام طلب - دوزخ بمنزلہ شفاخانہ کے ہے اس میں ایسی روحانی بماریوں کا علاج ہے۔

الحنث - (۱) خدا کی عظمت دل میں نہ تھی اپنی قسمیں توڑتے تھے (۲) مطلق گناہ - گناہ پر اصرار کرتے تھے (۳) بار بار قسمیں کھا کر کہتے کہ قیامت کو اٹھائے نہ جائینگے

الی میقات - اسوقت تک جمع کیئے جائینگے (۲) بمعنی فی ایک مقرر دن کی تاریخ میں

شرب الھیم - اونٹوں میں پاس کی ایک بیماری ہوتی ہے - فرماتا ہے - گرم پانی ملیگا - اس کی پیاس نہیں بجھیگی - بار بار پینا پڑیگا -

نزلھم - جب مہمان آئے - کھانا دیر سے دیا جانا ہو تو اس کے آتے ہی جو ناشتہ پیش کیا جائے - اسے نزل کہتے ہیں۔

افرءیتم ما تمنون - چونکہ اعتراض حشر اجساد پر ہے اسلیئے فرماتا ہے کہ وہ منی جس سے انسان پیدا ہوتے ہیں - وہ بھی تو آخر اسی کی پیدا کی ہوئی ہے - پس کیا وہ دوبارہ خلق پر قادر نہیں - کیونکہ منی سے انسان بننا بھی تو حیرت انگیز ہے۔

قدرنا بینکم الموت - جو خدا کی ہستی پر موت لا سکتا ہے کیا وہ اس موت کو ہٹا نہیں سکتا

شجرتھا - (۱) بانس کے درخت سے بھی آگ نکلتی ہے (۲) آگ پتھر یا کسی جسم میں چھپی ہوتی ہے - پھر شعلہ درخت کی مانند ہوجاتا ہے۔

اپنی قدرتوں کا بیان کیا ہے - تا ظاہر ہو کہ وہ قیامت لانے پر قادر ہے -

للمقوین - مسافر بھوکے لوگ۔

(پارہ ۲۷ - رکوع ۱۶ سورہ الواقعہ رکوع ۳)

۱۰ - جولائی ۱۹۱۱ء

فلا اقسم - قسم کے فعل پر لا نفی آتا ہے - اس کی توجیہیں مفسرین نے کی ہیں - جن میں سے مشہور یہ ہے - کہ لا زائد ہے - (۲) اس بات پر قسم کھانیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ کھلی ہوئی صداقت ہے - اصل بات یہ ہے کہ جس عقیدہ کی تردید مقصود ہو اس کے لیئے لا آیا ہے کہ ایسا نہیں - اور پھر قسم کھائی گئی - کہ حقیقت یوں ہے۔

بمواقع النجوم - مواقع جمع موقع جس کے تین معنی ہیں گرنے اور پڑنے کی جگہ - گرنا (مصدر) فرماتا ہو - کتاب اللہ کی نسبت تم انکار کرتے ہو اور کہتے ہو - افترا ہے - ایسا نہیں - میں تمہیں ستاروں کے گرنیکے کی طرف (اسی کے ظہور کیوقت ستارے بہت ٹوٹتے ہیں) کہ وہ بھی ایک نشان ہے متوجہ کرتا ہوں - یہ قرآن کریم ہے - اور تمام شیطانی دستبردوں سے محفوظ ہے۔

من رب العالمین - اس میں بتایا - کہ جیسے خدا تعالیٰ جسمانی پرورش کر رہا ہے ضرور ہے - کہ روحانی تربیت کا سامان بھی بھیجے

مدھنون - کمزوری سستی - ڈھیل یقینی دکھاتے ہو۔

غیر مدینین - نہیں رعیت اور محکوم

ان کنتم صادقین - اس میں توجہ دلائی - کہ ایسے قادر و توانا خدا کے پیغام کو چھوڑ کر اپنے لیئے مصیبت نہ لو۔

سورہ الواقعہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الحدید - رکوع ۱ - پارہ ۲۷ - رکوع ۱۷

۱۶ - جولائی ۱۹۱۱ء

سبح - مصدر تسبیح - خدا کو تمام نقصوں سے پاک سمجھنا - اس کے لیئے تین طرح کے صیغے آئے ہیں (۱) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً (۲) سبح للہ ما فی السموت والارض (۳) یسبح للہ - اس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے - کہ اب ایسی ہوائیں چل رہی ہیں - کہ

کفر و شرک و عقائد فاسدہ سے یہ سرزمین پاک ہو جائے۔ اور ثابت ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و الاصفات تمام قسم کے نقصوں اور کمزوریوں سے منزہ ہے۔ نہ بت معبود ہو سکتے ہیں۔ نہ عیسیٰ جو کہ ایک عاجز انسان تھا۔

العزیز الحکیم۔ کسی کام کا اتمام دو باتوں پر ہے۔ ایک کرنیوالا صاحب حکمت ہو دوم غالب۔ یہ صفات حقیقی طور پر ہی خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔

وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔ ہر چاہی ہوئی چیز پر۔ کیونکہ دوسرے مقام پر فرما چکا ہے

یفعل مایشاء۔ ویحکم مایرید۔

ھو الاوّل۔ لیس قبلہ شیٔ۔ والآخر لیس بعدہ شیٔ والظاھر۔ لیس فوقہ شیٔ والباطن۔ لیس دونہ شیٔ۔ یہ معنی احادیث میں آئے ہیں۔

ستۃ ایام۔ چھ وقتوں میں۔

استویٰ علی العرش۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان چیزوں کو پیدا کر کے آزاد نہیں چھوڑا۔ بلکہ ذرہ ذرہ پر میری حکومت ہے۔

ھو معکم اینما کنتم۔ وہ تمہارا ہی مددگار ہے۔ جہاں کہیں بھی تم ہو۔

اٰمنوا۔ ایمان میں دو چیزیں ہیں۔ ایک یقین۔ ایک تسلیم۔ اگر یقین نہو۔ تو ایسے شخص کو منافق کہتے ہیں۔ اگر دو تو نہ ہوں تو اسے عنادی کافر بولینگے۔

انفقوا۔ مال کا دینا۔ مومن اور کافر کے درمیان امتیاز ہُوا کرتا ہے۔ کیونکہ مال لوجہ اللہ وہی خرچ کر سکتا ہے۔ جس کے اندر صدق ہو۔

صحابہ کرام کوئی تم سے زیادہ نمازیں نہیں پڑہتے تھے تین باتیں ان میں تھیں ایک نبی کریم کی صحبت۔ دوسرا ایمان کامل درجہ کا۔ تیسرا خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے تھے۔

مورخہ ۱۸- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ الحدید رکوع ۲

یقرض اللہ۔ قرض کاٹنے کو کہتے ہیں۔ خدا کے نام پر کچھ دینے کو قرض اسلیئے فرمایا۔ کہ جو خرچ کروگے۔ وہ واپس دیا جائیگا۔ بلکہ ثواب عظیم بھی ملیگا۔

اجر کریم۔ جو رزق فتوحات کا ہوتا ہے اسے رزق کریم کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تم جنگوں میں لگے ہوئے ہو۔ اس کا تم کو اجر عظیم اور رزق کریم ملیگا۔

نقتبس۔ کسی کی آگ سے یا چراغ سے اپنے چراغ کو روشن کرلینا۔ فرمایا۔ یہ قیامت کے دن تم کو کسی کا نور کام نہ آئیگا۔ اپنا نور اپنے ساتھ لاؤ۔

غرور۔ غ کے فتحہ کے ساتھ شیطان کا نام ہے۔ بہت ہی دہوکہ دینے والا۔

فدیۃ۔ جس کو دے کر انسان اپنی جان چھڑا لے۔

ھی مولٰکم۔ مولا کے معنے ساتھی۔ ہمراہی (ہ) لوٹنے کی جگہ منافقوں کو بتایا کہ تم کچھ عرصہ باہر ہو۔ آخر اسی آگ میں پڑوگے۔

تخشع (۱) ڈرنا (۲) کسی کے لیئے فروتنی اختیار کرنا۔ فرمایا۔ اقرار سے مومنوں اور منافقوں میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ منافق بھی آمنا و صدقنا کہتے ہیں۔ اور مومن بھی لیکن مومن کے اندر یہ بات بیٹھی ہوئی ہے اور منافق کے قلب میں ایمان نہیں معاملات میں سب راز فاش ہوجاتا ہے۔

فاسقون۔ منافق میں ایمان نہیں ہوتا۔ اور فاسق میں ایمان تو ہوتا ہے مگر عمل نہیں ہوتا۔

الشھداء۔ شہید اسے کہتے ہیں جو دوسروں کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ مامور من اللہ جب آتا ہے تو تین کام کرتا ہے۔ غلط مسائل کی تصحیح (۲) خدا یہ آیات دکھا کر نئے سرے سے ایمان پیدا کرتا ہے۔ جو فسانہ کے رنگ میں نہیں ہوتا (۳) لوگوں کے لئے اطاعت اللہ و پابندی شریعت میں نمونہ ہوتا ہے۔ اسکے بعد یہ امور صدیقین و شہداء کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں۔

مورخہ ۲۰- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۹ سورہ الحدید رکوع ۳

الحیٰوۃ الدنیا۔ وہ زندگی جو نزدیک کی ہو اسکے واسطے پانچ باتیں ہیں۔ لعب۔ لہو۔ زینت تفاخر۔ تکاثر۔ لعب۔ ایسی چیز جس میں کوئی تکان ہو۔ مگر فائدہ کوئی نہو۔ لہو۔ ایسی چیز جس سے غفلت پیدا ہوجائے۔ الکفار۔ کافر زمیندار کو کہتے ہیں۔ کفر کے معنے ڈھانپنا زمیندار بیج کو ڈھانپتا ہے اسے کافر کہا جاتا ہے۔ ومغفرۃ من اللہ ورضوان۔ اللہ جو سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اسکی رضامندی ہوگی۔ تو پھر کونسی نعمت ہے۔ جو نہ ملیگی۔ کفار کے لیئے عذاب شدید فرمایا۔ ادہر مومنوں کے لیئے مغفرۃ و رضوان۔ جو ان کافروں کے لیئے عذاب پر عذاب ہے کیونکہ اپنے مخالف کو سکھ و آرام میں دیکھنا یہ بھی انکے لیئے ایک عذاب ہوگا

سابقوا۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ دنیوی علائق میں پھنس نہ جانا بلکہ منزل مقصود کا خیال رکھو

من قبل ان نبراھا۔ تقدیر کے متعلق لوگوں کو یہ دہوکہ لگتا ہے۔ کہ جب خدا نے پہلے ہی لکھدیا ہے۔ کہ فلاں کام یوں ہوگا۔ تو اسکے متعلق کوشش کی کیا ضرورت ہے۔ کسی آدمی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ چوری کریگا۔ اور زنا جہنمی ہوگا۔ تو اب وہ شخص اس کے خلاف کیا کر سکتا ہے

اسکا جواب یہ ہے۔ کہ خدا عالم الغیب ہے۔ مگر اس سے انسان کا مجبور ہونا کہاں سے ثابت ہُوا۔ جب کہ ہر ایک انسان جانتا ہے کہ اسے بدی کیو قت کوئی مجبور نہیں کرتا۔ پس علم تابع معلوم ہے۔ معلوم علم کے تابع نہیں مثلاً خواب میں کسی کے بارے میں ہم کوئی امر دیکھیں اور وہ یونہی ہو جائے۔ تو اب خواب نے اس شخص کو اس امر کے ویسا ہی کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ پس خدا کا علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ علم چونکہ صحیح ہے اسلیئے جو کام جیسا ہونا تھا۔ ویسا ہی خدا کے علم غیب میں قبل از وقوع آگیا۔

لکیلا تاسوا۔ یہ عدم افسوس مجبور محض ہونیکے لیئے نہیں بلکہ اسلیئے کہ سلسلہ اسباب کسب کے نتیجہ میں ایسا ہُوا۔

۲۳- جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ الحدید رکوع

(ا) ابتغاء رضوان اللہ۔ اس میں بتایا رہبانیت مطلقاً منع نہیں اسقدر جائز ہے جو اللہ کی رضامندی کے لیئے ہو اور وہ وہی ہو سکتی ہے۔ جس میں خدا کے کسی اور حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ مسلمان عبرت پکڑیں۔ پہلے بتایا کہ انبیاء بھیجنا ہماری سنت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء اور حضرت نوح موجودہ نسل انسانی کے مورث اعلیٰ کا ذکر کیا۔ پھر انکے خلفاء کا۔ پھر اہل کتاب کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جانے سے خاتم النبیین کی ضرورت بعثت کا سوال حل کیا۔

کفلین۔ کفل کہتے ہیں۔ ترازو کے پلڑے کو حدیث سے بھی ثابت ہے۔ کہ اس امت کو بڑھکر اجر ملیگا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے

(ب) دنیا کے کام خدا کے لیئے ہوں تو وہ بھی از روئے اسلام دین کے حکم میں ہیں اسلیئے کہ فرمایا لئلا یعلم ... الا یقدرون۔ کہ مسلمان اللہ کے فضل سے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔

یہاں ستائیسویں پارہ کے نوٹ ختم ہوئے